یہاں پر حکمران نہیں رہے گا۔ نزہت بولی ہاں نسیم باجی ٹھیک ہی کہتی ہے۔ نسیم نے پھر کہا آپ نے ریڈیو پر لارڈ مونٹ بیٹن وائسرائے ہند کا بھارتی شہزادگان کے چیمبر آف پرنسز کو ۲۵ جولائی ۱۹۴۷ء کو جو خطاب کیا ہے وہ آپ نے نہیں سنا رفیعہ بولی نہیں باجی۔ ہم میں زیادہ سیاست دان آپ ہی ہیں آپ ہی بتادیں وہ کیا تھا۔ نسیم نے کہا وہ یہ تھا۔ وہ تو ایک اخبار میں بھی آیا ہے۔ نسیم نے جھٹ اپنی ڈائری نکالی اور اس میں سے اخبار نکالا اور لارڈ مونٹ بیٹن کا خطاب پڑھنے لگی جسکو اخبار نے اردو میں یوں جاری کیا ہوا ہے۔

لارڈ مونٹ بیٹن کا خطاب 25-7-1947

"مجھے اس وقت بھارت کی بے شمار ریاستوں کے حکمرانوں دیوانوں اور نمائندگان سے خطاب کرتے ہوئے بڑی مسرت حاصل ہو رہی ہے اور خصوصی طور پر اس تاریخی ایوان شہزادگان میں خطاب کرتے ہوئے یہ میرا پہلا اور آخری موقعہ تاج برطانیہ کے نمائندہ کی حیثیت سے خطاب کرنے کا ہے میں یہاں پر اپنی اس مختصر سی خط و کتابت کی تفصیل بیان کرنا چاہوں گا۔ جو میں نے یہاں رہ کر لکھے یا وہ طریقہ کار جو ریاستوں کے لیے میں نے وضع کیا ہے۔ میرے سامنے دو متضاد قسم کے مسائل ہیں۔ پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ برٹش انڈیا کو اقتدار کی منتقلی کیسے ہو۔ دوسرے یہ ہے کہ نقشہ میں بھارتی ریاستوں کو کس طرح سمویا یا ADJUST کیا جائے تاکہ متعلقین کے ساتھ انصاف ہو سکے۔ میں نے پہلے مسئلہ کی طرف اپنی توجہ کی کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ جب تک پہلا مسئلہ حل نہ ہو تب تک ریاستوں کے بارے میں یا ان کے مستقبل کے بارے میں کوئی بات کرنا فضول اور بے معنی ہوگا۔ اس لیے میں نے اپنی پوری توجہ پہلے مسئلہ کی طرف مرکوز کی۔

کیبنٹ مشن میمورنڈم مورخہ ۱۲ مئی کی رو سے۔ اور جب کہ سیاسی پارٹیوں نے ۳ جون کے بیان کو قابل قبول سمجھا تو اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ کیبنٹ مشن کو من و عن تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اور انہوں نے محسوس کر لیا ہے کہ اقتدار اعلی سے دستبرداری یا واپسی سے ریاستوں کی خود مختاری کلی طور پر بحال ہو جائے گی۔ اس طرح ریاستوں کے بارے میں

منصفانہ طور پر چلنے یا فیصلہ کرنے کا نقطہ آغاز مجھے مل گیا ہے۔

مگر پیشتر اس کے کہ میں ریاستوں کے بارے میں کوئی پیشقدمی کرتا مجھے ایک اور مسئلہ درپیش ہے جس کا ازالہ کیا جانا ہے مجھے تقسیم کے طریقہ کار کے بارے میں بھی خطاب کرنا یا طریقہ وضع کرنا ہے۔ یہ ایک ایسا پلان ہے جو کہ میری ذاتی خواہش کے متصادم اور خلاف ہے جس طرح آپ جانتے ہیں کہ برما کو بھارت سے الگ کرنے میں تین سال لگے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے یا جیسا کہ میں اس امر کی تصدیق کرتا ہوں کہ برما کے حکمران یا بندی کے ہزہائی نس

یا ان کے ساتھ لڑنے والے افراد کے بارے میں مجھے اس حقیقت کا اعتراف ہے اور میں ذاتی طور پر تصدیق کرتا ہوں کہ برما اور بھارت کے درمیان کوئی سڑک یا زمین آمد و رفت کے لئے نہیں تھی۔ بمبئی کے صوبہ سندھ کو جدا کرنے کے لئے دو سال کا عرصہ لگا۔ اور بہار سے اڑیسہ کو جدا کرنے کے لئے دو سال کا عرصہ گا۔ حاضرین ◄ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اڑھائی ماہ سے بھی کم عرصہ میں دنیا کی بڑی مملکتوں سے ایک ہندوستان جس کی آبادی چالیس کروڑ سے زائد ہے اس کو تقسیم کرنا ہے۔ اور اس قدر تیز رفتاری سے اس کام کے کئے جانے میں حقائق مضمر ہیں۔ مجھے اس بات پر پورا وثوق تھا کہ جب تک برطانوی لارڈز حکمران یہاں رہیں گے تو دونوں فریقین کے درمیان نفسیاتی طور پر کوئی خاطر خواہ اچھے حالات پیدا نہیں کئے جا سکیں گے۔ اس لئے جونہی ہم دونوں مملکت کا قیام کر لیتے ہیں اور ان کو الگ الگ قائم کرتے ہیں تو وہ خود ہی پھر دوستانہ ماحول میں تمام امور کو اپنے درمیان طے کر لیں گے اب قانون آزادی ہند نے بھارت کی سب ریاستوں کو تاج برطانیہ کی گرفت سے آزاد کر دیا ہے اس لئے اب ریاستوں کو مکمل آزادی ہے اور وہ اب قطعی طور پر قانونی اور ٹیکنیکل طریقے سے قطعی خود مختار ہیں۔ اس وقت میں صرف اس امر کو زیر خاطر رکھوں گا کہ ریاستوں کے لئے کس قدر اور کس حد تک آزادی سود مند ہو گی۔ جو ان کے اپنے ہی مفاد میں ہو گی برطانوی دور اقتدار کے دوران جب کہ وائسرائے اور تاجدار برطانیہ کا ایک نمائندہ ہی شخصیت ہوتی رہی ہے اس لئے ایڈمنسٹریشن کے جملہ امور میں ایک قسم کا مرکزی اشتراک تمام امور کے بارے میں پایا جاتا رہا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بھارت کے زیر نگیں علاقے ایک اقتصادی ڈھانچے یا اکائی

کی صورت میں کام کرتے ہیں اس طرح اب یہ رابطہ ختم ہو جائے گا۔ اگر اس کا متبادل راستہ تلاش نہ کیا گیا تو پھر افراتفری اس کے نتائج ہوں گے اس طرح افراتفری سے ریاستوں کو نقصان ہو گا۔ جتنی بڑی ریاست ہو گی اسی قدر کم نقصان ہو گا لیکن بڑی زیاستیں بھی اس نقصان کو وقت آنے پر اسی طرح محسوس کریں گے جس طرح چھوٹی ریاستیں محسوس کریں گی۔

سب سے اہم اور پہلا کام تو یہ ہے کہ دونوں آزاد مملکتوں بھارت اور پاکستان کے درمیان ایسی مشینری قائم کی جائے جو ان دونوں کے درمیان ایک پل کا کام دے اور ان کا رابطہ براہ راست ہو اس لئے میں نے ہر دو مملکتوں کے لئے سٹیٹس (STATES) ڈیپارٹمنٹ کے قیام کا منصوبہ بنایا ہے۔ ایک چیز نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ سٹیٹس ڈیپارٹمنٹ سیاسی ڈیپارٹمنٹ کے جانشین نہیں ہیں۔ وہ اس وقت بالمقابل طور پر قائم کئے گئے ہیں۔ جب کہ سیاسی ڈیپارٹمنٹ تاجدار برطانیہ کے اقتدار اعلی کے بارے میں بطور نمائندہ کے اختیارات استعمال کرتا ہے۔ جب کہ سٹیٹس ڈیپارٹمنٹ کو ان معاملات کا آہستہ آہستہ چارج لینا ہے جن کا اقتدار اعلی کی منتقلی سے کوئی سروکار نہیں ہے البتہ ان کا تعلق صرف پڑوسی ریاستوں کے درمیان تعلقات یا رابطہ بڑھانے یا اس سلسلے میں کوئی مشینری قائم کرنے یا مہیا کرنے سے متعلق ہے بھارت میں سٹیٹس ڈیپارٹمنٹ بھارت کے تجربہ کار لیڈر سردار ولبھ بھائی پٹیل کی راہنمائی میں ہے اور میرا اپنا ریفارم کمشنر مسٹر دی پی مینن اس کا سیکرٹری ہے اور پاکستان میں سٹیٹس ڈیپارٹمنٹ مسٹر عبدالرب نشتر کے سپرد ہے جب کہ وہاں کے سیکرٹری مسٹر اکرام اللہ ہیں۔

دو الگ الگ سٹیٹس ڈیپارٹمنٹ بنائے جانے ضروری تھے کیونکہ بنیادی طور پر ریاستیں ان میں سے کسی بھی مملکت کے ساتھ اپنا الحاق کرنے یا اس میں شامل ہونے کے لئے آزاد ہیں اس سلسلے میں یہ نقطہ واضح کر دوں کہ یہاں پر کچھ جغرفیائی حدود و قیود ہیں۔ جن پر قابو نہیں پایا جا سکتا بھارت کی ۵۶۵ ریاستوں میں سے اکثریت جغرافیائی لحاظ سے بھارت کے ساتھ پیچیدگی سے وابستہ ہیں اس لئے سب سے زیادہ مسئلہ بھارت کی حکومت کے ساتھ ہے بمقابلہ پاکستان کے۔ پاکستان کے سلسلے میں بھی اگرچہ ریاستوں کا مسئلہ ہے۔ مگر وہ اتنی زیادہ نہیں ہیں اور پاکستان کے مستقبل کے گورنر جنرل بھارت کی ریاستوں کے انفرادی اور اجتماعی

مستقبل کے بارے میں بات چیت کرنے کو تیار ہیں۔ مگر بھارت کے سلسلے میں جہاں ریاستوں کی کثیر التعداد بھارت کے ساتھ ہے ہر ایک ریاست کے ساتھ اس سلسلے میں الگ الگ رابطہ یا خط و کتابت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس لئے ابتدائی قدم کے طور پر میں نے پارلیمنٹ میں بھارتی آزادی کے قانون کا مسودہ پیش کرنے کے موقعہ پر تجویز کیا ہے وہ یہ کہ اس مسودہ میں کوئی ایسی شق رکھی جائے جو اس بات کی ضمانت دے کہ ضروری قسم کے معاہدات پر عمل درآمد اس وقت تک بدستور جاری رہے گا جب تک فریقین میں سے کوئی فریق اس کی تردید یا تنسیخ نہ کر دے۔ یہ صرف اس خیال کے پیش نظر کیا گیا ہے کہ اس میں تواتر قائم رہے تاوقتیکہ اس مختصر وقت میں یا اس کے بعد تک ریاستوں کے حکمرانوں کے ساتھ کوئی از سر نو معاہدہ طے پائے اگرچہ یہ طریق کار جوں کے توں معاہدہ کا ہم پلہ یا برابر نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس سے کسی حد تک بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔

اب میں سوچتا ہوں کہ بیشتر حکمران اور دیوان ان خدشات کے پیش نظر سہمے ہوئے ہیں کہ جب اقتدار اعلی ختم ہو جائے گا تو ان کا مستقبل کیا ہو گا ایک وقت میں ایسا تصور کیا گیا کہ جب تک وہ آئین ساز اسمبلی میں داخل نہیں ہو جاتے اور بننے والے آئین کو قبول نہیں کر لیتے وہ اس تنظیم سے خارج ہو جائیں گے اور ایسی حالت میں بے سہارا چھوڑ دیئے جائیں گے ایسی صورتحال کو کوئی بھی ریاست آسانی سے قبول نہیں کریگی جبکہ ان ہر دو مملکتوں کے ساتھ انکے روابط یا تعلقات بہتر ہونگے آپ یہ خیال کریں گے اور متفق ہوں گے کہ جب سردار ولبھ بھائی پٹیل نے اس مسئلہ کو اپنے زیر غور رکھا ریاستوں کے معاملات اور معاہدات کے بارے میں لائحہ عمل وضع کیا تو یقیناً مجھے سکون ہوا۔ نزاہت نے پھر نسیم سے کہا کہ کینبٹ مشن بلان کے بارے میں بھی ہم سب کو بتا دیں۔ نسیم نے کہا۔ لو سنو۔

کیبنٹ مشن پلان

آئیے ہم کیبنٹ مشن پلان ۱۶ مئی ۱۹۴۶ء پر غور کرتے ہیں۔ اس کے تحت یہ تھا کہ ریاستیں مرکز کے پاس اپنے دفاع۔ امور خارجہ اور رسل و رسائل کے محکمہ جات حوالے کر دیں۔ اس لیے وہ تجویز جو کہ میں اپنی ذہانت کے مطابق وثوق سے کہتا ہوں بڑی عمدہ منصفانہ

اور قابل عمل تھی ۔ میں نے ہر حکمران سے بات کی تو ان کا جواب یہی تھا کہ انفرادی طور پر کوئی بھی ریاست اپنا دفاع نہیں کر سکتی ۔ میں صرف یہاں اندرونی امن و امان کی بات نہیں کر رہا ۔ بلکہ بیرونی حملے کی بات بھی کرتا ہوں ۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اگر آپ میں سے کوئی ریاست ایک مملکت یا دوسری کے ساتھ الحاق نہیں کرتی تو ایسی صورت میں اسلحہ یا دیگر سپلائی کی ترسیل سے وہ ریاست محروم ہو جائے گی ۔ امور خارجہ اور ڈیفنس کا بڑا گہرا تعلق ہے ۔ امور خارجہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو بھارتی سرحدوں سے باہر ہے جن میں بڑی سے بڑی ریاست بھی موثر طور پر کام نہیں کر سکتی ۔ جب آپ میں سے کوئی باہر سفیر ۔ وزیر یا کونسل کی حیثیت سے جانا چاہئے گا ۔ تو لازماً پاکستان یا بھارت کی طرف سے بھیجے گئے ان کو تصور کیا جائے گا اس کے علاوہ میں یہ کہوں گا کہ امور خارجہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو کہ آپ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد کے بعد سے امور خارجہ کے معاملات نہیں نپٹائے اس لیے ان امور خارجہ کی ذمہ داریاں ڈیفنس کی ذمہ داریوں سے الگ تھلگ کر کے نبھانا آسان کام نہیں ہے اور اگر کوئی اس کے بغیر چلتا ہے تو پھر یہ مشکلات سے خالی نہیں ہے تیسرا معاملہ رسل و رسائل کا ہے رسل و رسائل دراصل اس برصغیر میں اتنی اہمیت کا متحمل ہے ۔ جتنا کہ انسانی جسم میں خون ۔ اور میں کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ کسی ملک کی زندگی کے لیے نہایت اہم ہے رسل و رسائل کے تواتر اور تسلسل کے سلسلے میں قانون آزادی ہند میں پہلے ہی شق رکھی گئی ہے ۔ اور بہت سارے نمائندگان نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے ۔

اس لیے مجھے یقین ہے کہ یہ تینوں امور کسی بڑی تنظیم یا حکومت کے ذریعے ہی ہو سکتے ہیں یہ اس قدر ضروری ہے کہ میں اس وقت سخت دل برداشتہ ہوا جب کہ چند حکمرانوں نے ان امور کے بارے میں اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ۔ اور آپ میں بیشتر شاید اس لیے سہمے ہوئے ہیں کہ مرکزی حکومت ریاستوں پر مزید مالی بوجھ کا بار ڈالے گی ۔ اور ان کی خود مختاری میں دخل اندازی کرے گی اگر میرے نقطہ نظر سے سوچا جائے تو میں ایسے حکمرانوں کے شک و شبہات و خطرات کو ان کے دلوں سے نکالتا ہوں ۔ میں نے ریاستوں کے الحاق کے بارے میں جو مسودہ تیار کیا ہے وہ سب نمائندگان کو دیا گیا ہے تا کہ وہ بحث و تمحیص کریں کہ ریاستوں کا الحاق کسی بھی مملکت کے ساتھ ان تین امور یعنی ڈیفنس ۔ امور خارجہ اور رسل و رسائل تک

ہی محدود رہے گا ۔ اور ریاستوں پر مزید مالی بوجھ نہیں ڈالا جائے گا اس دستاویز الحاق میں طور پر یہ تحریر ہے کہ کوئی بھی مملکت اس کو سلب نہیں کرے گی ۔ اور ریاستوں کے لیے یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے مگر مجھے یہ بات کہنی ہے کہ مجھے ابھی اس مسئلے میں حکومت ہندوستان کو قائل کرنا ہے ۔ اگر آپ سب اس سلسلے میں میرے ساتھ تعاون کریں تو مجھے یقین ہے کہ ریاستوں کے الحاق کا مسئلہ ان ہی دائروں کے اندر رہ کر خوش اسلوبی سے طے ہو سکے گا ۔ اور مجھے اس بات کا پورا یقین ہے ۔ یہ بات یاد رکھیے کہ انتقال اقتدار کا وقت بہت ہی قریب ہے اگر آپ اس پر متفق ہیں تو ۱۵ اگست سے پہلے آئیں مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ ریاستوں اور حکمرانوں کے مفاد میں یہ ہے کہ وہ بھارت کی اس بڑی مملکت کے تابع ہو جائیں ۔ جو آپ کو اندرونی خود مختاری دیدے ۔ اس طرح آپ ڈیفنس ۔ رسل و رسائل اور امور خارجہ معاملات کے بارے میں پریشانیوں سے بھی آزاد ہو جائیں گے پورا ملک اس وقت ایک سنگین دور سے گزر رہا ہے میں اس وقت کسی ریاست سے یہ نہیں کہہ رہا کہ وہ اپنی اندرونی خود مختاری قائم رکھے گی ۔ اور دیگر امور جن کا آپ خاطر خواہ انصرام نہیں کر سکتے ۔ ان سے آپ بری الذمہ ہو جائیں گے ۔ آپ ایک ریاست یا مملکت سے فرار نہیں ہو سکتے اور نہ ہی عوام چھوڑ کر فرار ہو سکتے ہیں ۔ آپ کا چاہے جو بھی مسئلہ ہو میں محسوس کرتا ہوں کہ میں نے ریاست کے لیے اپنے فرائض کی انجام دہی کر دی ہے ۔

کئی دن بعد نسیم ایک اخبار لے آئی ۔ جس کی سرخیوں میں پاکستان بن گیا لکھا تھا ۔ نسیم بولی ۔ عاذرہ پاکستان بن گیا مبارک ہو عاذرہ نے کہا خیر مبارک

پاکستان کے قیام کا اعلان

۱۴ اگست کو مملکت پاکستان کی آزادی کا اعلان ہو گیا ہماری دیرینہ مراد پوری ہو گئی ۔ اللہ نے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک الگ وطن دے دیا ۔ اب مسلمان پاکستان میں اپنی قسمتوں کے مالک ہوں گے ان کی اپنی حکومت ہو گی ۔ تمام مسلمانان پاکستان شادیانے بجا رہے ہیں اور زندہ باد پاکستان کے نعروں سے فضا میں ارتعاش پیدا ہو رہا ہے پاکستان بنانے کے لیے مسلمانوں نے لاتعداد اور ان گنت قربانیاں دی ہیں ۔ پاکستان کا عالم وجود میں آنا ایک معجزہ ہے

اللہ تعالیٰ نے مسلمان قوم پر احسان عظیم کیا ہے۔ مگر دیکھا آپ نے فرقہ پرست ہندو جنہوں نے پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ انہوں نے پاکستان کے وجود کو ختم کرنے کے لیے فرقہ ورانہ فسادات اور مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا ہے۔ ہزارہ، پنجاب، دہلی، بنگال، نواکھلی، بمبئی، بہار، کپور تھلہ، فرید کوٹ، جیند، نابھ، مشرقی پنجاب و دیگر کئی جگہوں سے رپورٹیں آ رہی ہیں کہ مسلمان ہندوؤں کی منافرت اور ان کی بندوقوں کا تختہ مشق بنائے جا رہے ہیں۔ عاذرہ نے کہا نسیم کشمیر میں بھی ہندوؤں کے جذبات مسلمانوں کے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ ہندو نہیں چاہتے کہ کشمیر کا پاکستان کے ساتھ الحاق ہو ہندوستان اور پاکستان میں ہندو مسلمانوں کے ساتھ تصادم کشت و خون، قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ، ماردھاڑ اغواچھرابازی کے واقعات کر رہے ہیں۔ اور ان حالات سے کشمیر میں بھی کشیدگی پیدا ہو چکی ہے۔ بلکہ یہاں پر جن سنگھی اور راشٹریہ سوک سنگھ درپردہ تیاریوں میں مصروف ہیں۔ نسیم نے کہا۔ ہاں مگر ایسے حالات میں ہمیں چوکنا رہنا ہو گا۔ اور ہمیں بھی مسلمان مجاہدوں کو تیار کرنا ہے تا کہ وہ مقابلہ کر سکیں۔ چنانچہ کئی ایک مسلمان تنظیمیں جو ان حالات سے واقف تھیں۔ وہ بھی پوری طرح تیار تھیں۔

عاذرہ کی والدہ جموں میں اپنے رشتہ داروں کے ہاں گئی تھیں۔ مگر جموں کے حالات میں سخت کشیدگی پیدا ہو چکی تھی اور وہاں پر فرقہ پرستوں نے کئی حملے بھی کر کے مسلمانوں کی ناکہ بندی کر دی تھی۔ عاذرہ سخت پریشان تھی۔ جاوید روپوش تھا۔ عاذرہ کی والدہ جاوید کے غم میں گھل گھل کر آنکھوں کی بینائی کھو بیٹھیں۔ اس کی صحت روز بروز جواب دے رہی تھی۔ جموں کے فسادات سے بچنے کے لیے کئی ایک مسلمان جموں سے سرینگر بھاگے۔ عاذرہ کی امی بھی ان کے ساتھ بھاگیں راستے میں گاڑی کو حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے کئی لوگ مارے گئے۔ جن میں عاذرہ کی امی بھی تھیں۔ یہ خبر سب جگہ پھیل گئی۔ عاذرہ نے رو رو کر۔ بلک بلک کر برا حال کر دیا جاوید روپوش تھا اس کی تلاش جاری تھی۔ ادھر اس صدمہ جانکاہ نے عاذرہ کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ عاذرہ سوچ رہی تھی کہ وہ اب کیا کرے کدھر جائے کس طرح ان مصائب کا مقابلہ کرے۔ اسے کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ صرف ان کی نوکرانی اور محلے کی عورتیں آکر عاذرہ کو سہارا دیتیں۔ یا نسیم آکر اس کو سہارا دیتی اور اس کا غم غلط کرنے کی کوشش کرتی۔

(۱) تحریک میں نوجوانوں کا کردار

(۲) معاہدہ جوں کا توں

(۳) حکومت جموں و کشمیر و پاکستان کے درمیان گلے شکوے

(i) پریس نوٹ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۷ء

(ii) وزیر اعظم پاکستان کا تار ۲ اکتوبر

(iii) وزیر خارجہ جموں و کشمیر کا تار پاکستان کے نام

(iv) سیکرٹری خارجہ کا تار کشمیر حکومت کے نام ۱۳ اکتوبر

(v) وزیر اعظم کشمیر کا تار پاکستان کے نام ۱۵ اکتوبر

(vi) وزیر اعظم کشمیر کا تار گورنر جنرل پاکستان کے نام ۱۸ اکتوبر

(vii) امور خارجہ پاکستان کا تار حکومت کشمیر کے نام ۱۹ اکتوبر

(viii) کشمیر حکومت کا تار گورنر جنرل پاکستان کے نام ۲۰ اکتوبر

(ix) پاکستان کے وزیر خارجہ کا تار حکومت کشمیر کے نام ۲۱ اکتوبر

چند مسلمان نوجوان طالب علم، مسعود، طارق، مشتاق، مسلم سٹوڈنٹس کے صدر اور ان کے ساتھی دفتر میں جا بیٹھے جو انہوں نے اپنی جماعت کے لیے کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ وہاں پر کوئی بیس طالب علم جمع ہو گئے تھے۔ طالب علم آپس میں گپ شپ لگا رہے تھے۔ ایک نے طارق سے پوچھا کہ سناؤ بھائی۔ کہاں پہنچی وہ تمہارے عشق کی داستان۔ عشق مکمل ہے یا ففٹی ففٹی۔ طارق نے کہا۔ یار ہم تو بس رات دن عشق میں سرگرداں مارے مارے پھرتے ہیں۔ مگر وہ میری محبوبہ بالکل

غافل اور صرف مسکرا کر ہاتھ ہلا کر چلی جاتی ہے اسی طرح طلبہ کے الگ الگ گروپ ایک دوسرے کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ کچھ کشمیر کے مستقبل کے بارے میں بحث و تمحیص کر رہے تھے۔ چنانچہ اتنی دیر میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اراکین اندر داخل ہوئے۔ سب لڑکے کھڑے ہو گئے۔ دروازے بند کر دیئے گئے۔ ایک طالب علم کو دروازے پر کھڑا کر دیا۔ تاکہ حکومت کے کسی کارندے کو پتہ نہ چل سکے۔ کہ مسلمان طلبہ کا الگ اجتماع ہو رہا ہے۔ میٹنگ کی صدارت کامران نے کی۔ ایک طالب علم نے اٹھ کر اس میٹنگ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم چوکنا رہیں۔ کیونکہ ہمارا حکمران مہاراجہ کشمیر اس خاندان سے تعلق رکھتا ہے جس نے ریاست کے مسلمانوں کو بھیڑ بکری سمجھے رکھا۔ اب بھی وہ کوئی چالاکی کریگا۔ حالانکہ آپ نے پڑھا ہو گا کہ قانون آزادی ہند کے بعد اور خصوصی طور پر ہندوستان کے آخری وائسرائے کی چیمبرز آف پرنسز میں تقریر کے بعد یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ بھارت کی ۵۶۵ ریاستیں بالکل خود مختار بن چکی ہیں۔ اور ان کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ جس مملکت یعنی پاکستان اور بھارت کے ساتھ الحاق سالم یا جزوی کر سکتی ہیں۔ جزوی الحاق میں صرف دفاع رسل و رسائل اور امور خارجہ شامل ہیں۔ اتنی دیر میں چند مسلمان لڑکیاں جو یونین کی عہدیدار تھیں اندر داخل ہوئیں صدر نے اگلی نشستیں خالی کرا کر ان کو وہاں بیٹھنے کی جگہ دی۔ ایک لڑکی شاہینہ کوثر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے کہا کہ لارڈ مونٹ بیٹن کی ۲۵ جولائی ۱۹۴۷ء کی تقریر کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جموں و کشمیر کی ریاست بھی ایک خود مختار اور آزاد ریاست بن گئی ہے۔ یہاں کا حکمران مہاراجہ ہری سنگھ ہندو ہے۔ اگرچہ مسلمانوں کی ہمدردیاں پاکستان کے ساتھ ہوں گی۔ مگر اس مہاراجہ کو ہمیں مجبور کرنا ہو گا کہ وہ پاکستان کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھائے ایک طالب علم عارف بول پڑا۔ کہ آپ نے پڑھا نہیں مہاراجہ نے مورخہ ۱۲ اگست کو سٹیٹس ڈیپارٹمنٹ کو ایک تار بھیجا جسمیں پاکستان کیساتھ جوں کا توں معاہدہ کرنے کی پیشکش کی گئی ہے ایک طالب علم اکرام نے کہا ذرا بتائیں مہاراجہ نے کیا تار دیا ہے عارف نے تار کا اردو متن بتایا جو یہ ہے۔

معاہدہ جوں کا توں

"ریاست جموں و کشمیر کی حکومت ان تمام معاملات کے بارے میں جوں کا توں معاہدہ STAND STILL AGREEMENT کرنے کے اقدام کا خیر مقدم کرے گی جن کے بارے میں یہ معاہدہ موجودہ حکومت کا برطانوی حکومت کے ساتھ اس وقت نافذ العمل ہے۔ اس لیے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ موجودہ معاہدہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ اس کی تفصیلات یا نئے معاہدے کی تکمیل کا مرحلہ طے نہیں ہو جاتا۔

ایک طالب علم نے کہا۔ یہ بات تو اچھی ہے۔ عارف نے کہا۔ نہیں بلکہ مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو حکومت پاکستان کے فارن سیکرٹری نے حکومت جموں و کشمیر کو ایک تار دیا ہے۔ ایک طالب علم بولا۔ ہاں ہاں اس تار کے متن سے بھی آگاہ کیجئے۔ عارف نے کہا۔ لو سنو اس کا متن یہ ہے۔ "آپ کا تار ۱۲ اگست ۱۹۴۷ء ملا حکومت پاکستان آپ کے ساتھ جوں کا توں معاہدہ STAND، STILL AGREEMENT کرنے پر رضامند ہے۔ اور یہ جموں و کشمیر حکومت کے اس سلسلے میں جو بھی موجودہ انتظامات نافذ العمل ہیں۔ وہ اسی طرح حکومت پاکستان کے ساتھ جاری رہیں گے۔ جب تک اس بارے میں کوئی تفصیلات طے نہیں ہو جائیں یا کوئی معاہدہ اور تحریر و تکمیل نہیں ہو جاتا۔"

عارف نے کہا۔ یہی نہیں مہاراجہ یہاں پر بھی دو عملی چال چل رہا ہے اس نے جہاں ایک طرف پاکستان کی حکومت کو جوں کے توں معاہدہ کرنے کی پیشکش کی اس طرح مہاراجہ کشمیر ہماری آنکھوں میں دھول جھونک کر ہم سے سیاست کر رہا ہے اور ممکن ہے بھارت سے سازش کر رہا ہو۔ ایک طالب علم عامر بول پڑے۔ ذرا بتائیں مہاراجہ نے بھارتی حکمرانوں کو کیا لکھا ہے۔ عارف نے کہا۔ مہاراجہ نے تار دیا ہے جس کی نقل میرے پاس ہے عامر نے وہ نقل لی اور پڑھنے لگا جس کا اردو متن یہ ہے

"حکومت جموں و کشمیر بھارتی یونین کے ساتھ ان تمام امور کے بارے میں جوں کا توں معاہدہ یعنی STAND STILL AGREEMENT کرنے پر رضامند ہے جو کہ اس وقت سرکار انگلشیہ کے ساتھ چل رہے ہیں کے بارے میں آپ سے معاہدہ کرنے کے اقدام کا خیر مقدم

کرے گی۔ اس لیے یہ تجویز ہے کہ موجودہ نافذ العمل یا رواں انتظامات اسی طرح جاری رہیں جب تک کہ ہمارے درمیان باقاعدہ طور پر تفصیلات طے نہیں ہو جائیں۔ یا اس بارے میں معاہدہ عمل میں نہیں آجاتا۔

عارف نے کہا۔ یہی نہیں بھارتی حکومت نے بھی اس تار کا جواب یوں دیا ہے اور اس کی نقل بھی میرے پاس ہے جو یہ ہے۔ اس کا اردو متن اس طرح ہے۔

"حکومت ہندوستان اس بات میں بڑی مسرت محسوس کرے گی۔ اگر جموں و کشمیر کا کوئی وزیر یا کوئی مختار آدمی جو حکومت جموں و کشمیر کی طرف سے اس بارے میں بات چیت کرنے کا مختار نمائندہ دہلی آئے تاکہ جوں کے توں معاہدہ کے بارے میں مزید گفتگو ہو سکے۔ موجود الوقت اور رائج انتظامات اور دیگر ایڈمنسٹریٹو انتظامات کے بارے میں غور و خوض کرنے کے لیے بھی اس معاملہ کی طرف جلد قدم اٹھانا نہایت ہی سود مند ہوگا۔

عارف نے دوسرے طالب علم کے استفسار پر کہا۔ ڈوگرہ پر کوئی اعتبار نہیں وہ بڑی چالاکی کر رہا ہے اس نے ایک طرف پاکستان کی حکومت کو اعتبار دلایا اور دوسری طرف بھارتی حکومت سے گٹھ جوڑ کر رکھا ہے جب مہاراجہ کو بھارتی حکومت کی طرف سے حوصلہ افزا جواب ملا تو مہاراجہ نے مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۴۷ء کو اخبارات میں جموں و کشمیر کی حکومت کا ایک پریس نوٹ جاری کر دیا جس کا اردو متن یہ ہے۔

حکومت جموں و کشمیر و پاکستان کے درمیان گلے شکوے

حکومت جموں و کشمیر کا پریس نوٹ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۷ء

وزیر اعظم پاکستان کا تار حکومت کشمیر کے نام مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء

کشمیر کے وزیر خارجہ کا تار وزیر خارجہ پاکستان کے نام ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء

مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۴۷ء کو بہت بڑی تعداد میں ایک مشتعل ہجوم باغ کے مغرب میں جمع ہوا اور ۲۵ اگست اس امر کے باوجود کہ ان کو وہاں سے منتشر ہو جانے کے لیے کہا گیا تھا وہ ہجوم

باغ کی طرف روانہ ہو گیا اور باغ میں پہنچنے تک ان کی تعداد ۵ ہزار سے تجاوز کر چکی تھی اور ان کی تعداد میں دو دنوں میں اضافہ ہی ہوتا گیا، اس ہجوم میں شریک لوگوں کے پاس مختلف اقسام کے ہتھیار کلہاڑیاں، برچھیاں اور دوسرے اوزار بھی تھے۔

اس کے علاوہ جموں و کشمیر کی حکومت نے حکومت پاکستان کے نام تاریں دیں کہ پاکستان کی جانب سے کئی لوگ ریاست میں گڑ بڑ کرانے کے لیے داخل ہو رہے ہیں۔ اور ریاست میں گڑ بڑ کرانے کے وہی ذمہ دار ہیں۔ اس لیے حکومت پاکستان اس سلسلے میں فوری نوٹس لے حالانکہ حکومت پاکستان اور خصوصی طور پر مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۴۷ء کو ضلع راولپنڈی کے ڈپٹی کمشنر کی جانب سے ایک تار دیا گیا۔ جس میں جموں و کشمیر حکومت کے اس الزام کی تردید کی گئی کہ راولپنڈی یا پاکستان کی جانب سے کوئی INFILTRATION ہوئی ہے۔ یا کوئی اور آدمی اس طرف سے جموں و کشمیر ریاست میں داخل ہوا ہے اس ٹیلیگرام کا اردو متن اس طرح ہے۔

"بحوالہ آپکے تار جسمیں آپ نے راولپنڈی سے چوری چھپے جموں و کشمیر میں داخل ہونے والے افراد کے بارے میں لکھا ہے میں یہ کہونگا کہ میں ذاتی طور پر اس سلسلے میں انکوائری کے لیے کہوٹہ اور گوجر خان گیا تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی اطلاعات بالکل غلط ہیں میں کسی آفیسر یا دیہاتی آفیسر یا آدمی کی طرف سے کسی قسم کے خطرے کی توقع نہیں رکھتا۔ اگر آپ اس سلسلے میں کسی خصوصی واردات یا واقعہ کی نسبت بتادیں میں اس بارے میں ضرور ایکشن لوں گا"۔

ابھی طالب علم ان باتوں کے بارے میں آپس میں تبادلہ خیالات کر ہی رہے تھے۔ کہ جاوید اپنا بھیس بدلائے طلبہ کی اس خفیہ میٹنگ میں داخل ہوا۔ سب طالب علم احترام کھڑے ہو گئے۔ ایک طالب علم نے کہا۔ بھائی میٹنگ جاری رہے۔ ہم اب جاوید بھائی سے کشمیر کے بارے میں موجودہ حالات سننا چاہیں گے۔ کیونکہ ہمیں شک ہے کہ مہاراجہ گڑ بڑ کر رہا ہے۔ اور وہ بھارت سے بھی رابطہ رکھے ہے۔ پاکستان پر حملے کا الزام لگاتا ہے۔ اس طرح ہمیں مفصل حالات بتائیں۔ جاوید نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ عزیز طالب علم نے ٹھیک ہی کہا ہے۔ مہاراجہ دراصل جوں کا توں معاہدہ پاکستان سے کرنے کے بعد بھارت سے بھی راہ رسم بڑھا رہا ہے۔ اور پاکستان پر جو الزامات لگائے گئے ان کا جواب حکومت پاکستان کے وزیر اعظم نے مورخہ ۲ اکتوبر کو ایک تار کے ذریعہ دیا ہے۔ جو کہ جموں و کشمیر کی حکومت کو ارسال کی گئی ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔

وزیراعظم پاکستان کا تار حکومت جموں و کشمیر کے نام ۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء

"ہم ایسی کارروائی جو کہ ہمارے بس میں ہے کوشش کر رہے ہیں۔ تاکہ یہ دیکھا جائے کہ کشمیر میں ضرور یہ اشیاء از قسم غلہ وغیرہ کی ترسیل میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں۔ لیکن آپ اس بات کا احساس ضرور کریں۔ کہ ہمارے سامنے کئی ایک مشکلات بھی ہیں۔ مثل راولپنڈی سے کوہالہ سپلائی لے جانے کے لیے لاریوں کے ڈرائیور رضامند نہیں ہیں۔ اور ہمارے لیے اس سپلائی کو (ESCORT) کونے کے لیے فوجیوں کو اس کام کے لیے مامور کرنا ناممکن ہے۔ حکومت پاکستان ان رپورٹوں کا بڑی سختی سے جائزہ لے رہی ہے کہ ریاست میں مسلح سکھوں کے جتھے چوری چھپے دھڑا دھڑ داخل ہو رہے ہیں۔ ہم پھر اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ حکومت پاکستان اور کشمیر کے نمائندے مل بیٹھ کر کشمیر میں ضروری اشیاء کی سپلائی کی ترسیل ریاست میں سکھ جتھوں کے داخلے اور دوسرے جو مسائل قابل حل ہیں کے بارے میں باہمی تبادلہ خیال کریں۔ ہم یہ مسئلہ آپ پر چھوڑتے ہیں۔ آپ اس سلسلے میں میٹنگ کے پروگرام کے بارے میں ہمیں مطلع کریں۔

کشمیر کے وزیر خارجہ کا تار وزیر خارجہ پاکستان کے نام ۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء

یہ تو تھا وہ جواب جو حکومت پاکستان نے مہاراجہ کو دیا۔ اس کی موجودگی میں شک کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے مگر پھر بھی حکومت جموں و کشمیر کے امور خارجہ کے وزیر نے مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو یہ تار حکومت پاکستان کے وزیر خارجہ کو بھیجا ہے۔

"آپ کا تار ملا آپ نے جو اطلاعات فراہم کیں اس کے لیے آپ کا شکریہ۔ میں اس بارے میں آپ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اگر سپلائی کی اشیاء یا خوراک کی ریاست میں ترسیل کی ضمانت نہ ہو تو محض یقین دہانی ہی اس سلسلے میں ناکافی ہے یہاں پر آنے والے سیاح لوگ اپنے گھروں میں واپس جانا چاہتے ہیں۔ پیٹرول کی نایابی کی وجہ سے سخت پریشان ہیں۔ ملٹری کا وہ دستہ جو یورپی لوگوں کو یہاں سے لے کر گیا تھا۔ اگر وہاں کی لوکل اتھارٹی یہ چاہتی تو اس فوجی دستے کی معیت میں سپلائی ارسال کی جا سکتی تھی۔ حکومت ریاست میں سکھوں کے جتھے کے داخلے کی اطلاعات کو قطعی طور پر تسلیم نہیں کرتی۔ جیسا کہ ہم پہلے شکایت کر چکے ہیں۔

راولپنڈی، جہلم، سیالکوٹ سے مسلح لوگ ریاست کے علاقے میں داخل ہو کر حملہ کر رہے ہیں سینکڑوں کی تعداد میں مری کے علاقے کے مسلح لوگ پونچھ میں کارروائی کر رہے ہیں۔ حکومت اس مسئلے میں آپ کی نہایت شکر گزار ہو گی۔ اگر آپ اس قسم کی کارروائیاں فوری طور پر بند کرا دیں حکومت جموں و کشمیر جملہ مسائل کے اور ان شکایات کا ازالہ یا حل کے بارے میں اسی طرح خواہشمند ہے جس طرح حکومت پاکستان تاکہ تمام مسائل کا جلدی اور فوری حل کیا جائے"۔

پاکستانی سیکرٹری خارجہ کا تار وزیراعظم کشمیر کے نام ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء

جاوید نے پھر کہنا جاری رکھا کہ حکومت جموں و کشمیر کی خط و کتابت اور اس کے تار کے جواب میں حکومت پاکستان کے امور خارجہ کے سیکرٹری نے مورخہ ۱۲ اکتوبر کو ریاست جموں و کشمیر کے وزیراعظم کے نام یہ تار بھیجا۔

"پاکستانی فوج کے وہ جوان جو ابھی چھٹیاں اپنے آبائی گھروں پونچھ میں کاٹ کر آئے ہیں۔ ان کی اطلاعات سے ظاہر ہوا ہے کہ مسلح جتھے ریاست میں بسنے والے مسلمانوں کے گاؤں پر حملے کر رہے تھے۔ ان کی بات کی تصدیق مری کے علاقے سے کئی دیہات میں لگی ہوئی آگ سے ہوتی ہے حکومت پاکستان اپنی سرحدوں پر امن و امان کی متمنی ہونے کے علاوہ اس بات کی بھی خواہش رکھتی ہے کہ پاکستان کے ملحقہ علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں کی فلاح و بہبود صحیح ہو۔ اور محض اس نقطہ نظر کی بنیاد پر آپ کی حکومت سے اس یقین دہانی کی طلبگار ہے کہ پونچھ میں حالات معمول پر لائے جائیں پونچھ میں موجودہ مخدوش حالات سے جو ایک سنگین خطرہ درپیش ہے۔ وہ یہ ہے کہ حکومت پاکستان ریاست جموں و کشمیر کے ساتھ جو دوستانہ روابط قائم رکھنا چاہتی ہے وہ متاثر نہ ہوں اور ساتھ ہی حکومت پاکستان اس لئے بھی دوستی قائم رکھنا چاہتی ہے کہ پاکستان کی فوج میں کافی تعداد ایسے فوجیوں کی ہے جو پونچھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن فوجی بٹالینوں میں پونچھ کے فوجی بھرتی ہیں ریاست کے مخدوش حالات کی وجہ سے ان کی پریشانی کے احساسات خدشات کی حد تک امنڈ آئے ہیں حکومت پاکستان چاہتی ہے کہ ایسے ذرائع حکومت جموں و کشمیر بھی اختیار کرے تاکہ ایسی خطرناک صورت حال ٹل جائے۔ اور اگر ایسی خطرناک صورت حال کو ٹالا جانا

مطلوب ہے تو پھر موجودہ خطرناک صورت حال کا قلع قمع کرنے کے لئے فوری اقدامات کی ضرورت ہے اور اگر یہ حقیقت ہے کہ ریاست کی فوجیں ریاستی مسلمانوں پر حملہ آور ہو رہی ہیں تو اس کے لئے ان میں نظم و ضبط قائم کرنا نہایت اہم ہے حکومت پاکستان اس سلسلے میں اٹھائے گئے اقدامات کے بارے میں جاننے کی خواہش رکھتی ہے"۔

جاوید نے کہا کہ حکومت کشمیر نے پاکستان کی حکومت کے ۱۲ اکتوبر کے تار کے جواب میں پاکستان پر چوری چھپے لوگوں کو ریاست میں داخل ہونے کی اجازت دینے کا الزام لگایا ہے۔ اس تار کا جو کہ حکومت. جموں و کشمیر کے وزیر اعظم نے مورخہ ۱۵ اکتوبر کو حکومت پاکستان کو ارسال کی اس کا مکمل متن یہ ہے۔

کشمیر کے وزراء اعظم کا تار حکومت پاکستان کے نام ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء

"حکومت کے پاس چوری چھپے داخل ہونے والے جنگجوؤں کے بارے میں مصدقہ ثبوت موجود ہے جیسا کہ یہ دستور ہر ایک حکومت میں مروج ہے جس میں مملکت پاکستان بھی شامل ہے۔ کہ فوج کو اس وقت اقدامات اٹھانے پڑتے ہیں جب سول ایڈمنسٹریشن امن و امان. بحال کرنے میں ناکام ہو جائے اگر ان اقدامات سے کسی کے جذبات مجروح ہوتے ہیں تو حکومت یہ توقع رکھتی ہے کہ آپ اس بات سے متفق ہوں گے۔ کہ یہ اقدامات ان ہی لوگوں کی بھلائی کے لئے ہی کئے جاتے ہیں۔ تاکہ امن وامان. بحال کیا جائے حکومت اس سلسلے میں جملہ واقعات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ تاکہ دوستانہ روابط کے قائم و دائم رکھنے کے لئے ایسی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جا سکے چونکہ اس حکومت کا مطمع نظر یہ ہے کہ آپ سے بڑے گہرے اور دوستانہ مراسم قائم رکھے جائیں حالانکہ ہماری سرحدوں کے آس پاس جو اشتعال انگیزی ہو رہی ہے اسکو زیر نظر رکھتے ہوئے بھی ہمارے جذبات بڑے دوستانہ ہیں۔ بد قسمتی سے اگر ہماری اس گزارش پر توجہ نہ دی گئی تو حکومت کے لئے ماسوائے اس کے اور ایسے اقدامات کو نہ چاہتے ہوئے بھی کوئی چارہ کار نہ رہے گا کہ ہم پاکستان کی سرحدوں کے نزدیک ہمارے علاقے میں جو غیر دوستانہ حملے کی جو کاروائیاں پاکستانی لوگوں کی جانب سے ہو رہی ہیں ان کو روکنے یا ان کا

سد باب کرنے لے لئے ہم بھی کسی سے امداد طلب کریں"۔

جاوید نے کہا۔ مگر حالات چونکہ سنگینی اختیار کر رہے تھے اس لئے مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۷ کو دو بارہ. جموں و کشمیر ریاست کے وزیر اعظم نے پاکستان کے گورنر جنرل کے نام ایک طویل تار ارسال کیا عارف اور دیگر طلبہ نے اصرار کیا کہ وہ کیا تار تھا۔ جاوید نے کہا۔ تار کا اردو متن ملاحظہ کریں۔

وزیر اعظم. جموں و کشمیر کا تار پاکستانی گورنر کے نام ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۷ء

"ہمارے درمیان جوں کا توں معاہدہ۔ STAND STILL AGREEMENT ہونے کے باوجود جو ان معاملات کے بارے میں تھا جو ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء تک برطانوی حکومت کے ساتھ .جموں و کشمیر کی ریاست نے طے کرائے ہوئے تھے اور جن کی رو سے ریاست میں ہر چیز آتی تھی ہم ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد مشکلات در مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں اور یہ مشکلات نہ صرف مغربی پنجاب سے پیٹرول، تیل، خوراک، نمک، کھانڈ اور کپڑوں کے بارے میں ہمیں مشکلات کا سامنا ہے بلکہ یہاں پر ڈاکخانوں کی کارکردگی یہاں کے عوام اور ایڈمنسٹریشن کے قطعی طور پر منافی رہی ہے سیونگ بنک اکاونٹ میں رقوم کا. جمع کرانے یا نکلوانے کا کام بند ہے پوسٹل سرٹیفیکٹ کیش ہی نہیں ہوتے۔ مغربی پاکستان کے بینکوں کی برانچوں کے چیک کیش ہی نہیں ہوتے لاہور کے کرنسی آفیسر کی جانب سے کرنسی کی عدم ترسیل کی وجہ سے یہاں پر امپیریل بنک بھی مشکلات کا شکار ہے اور ریاست میں جو موٹر گاڑیاں رجسٹر شدہ ہیں انکو راولپنڈی کے مقام پر روک لیا جاتا ہے۔ سیالکوٹ سے. جموں تک ریلوے کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ جہاں ایک طرف ریاست نے پٹھانکوٹ کے آنے والے مہاجرین کو. بحفاظت ریاست سے گزر کر سیالکوٹ جانے دیا وہاں پر راولپنڈی کے لوگوں نے دو صد کشمیری باشندوں کو جن کو حکومت. جموں و کشمیر کی استدعا پر کوہالہ میں منتقل کیا جانا تھا۔ ان میں سے ۱۸۰ کو بے رحمی سے قتل و زخمی کر دیا۔ جدید اور دورمار اسلحہ سے لیس ہزاروں لوگ چوری چھپے پونچھ میں داخل ہو چکے ہیں جنہوں نے وہاں کے رہنے والے غیر مسلموں پر قتل و غارت گری کا طوفان نازل کر دیا ہے۔ وہ ان کے مکانات کو جلاتے اور ان کی

عورتوں کو اغوا کرتے ہیں۔ وہاں کے مقامی اور صوبائی اتھارٹیوں سے یا مرکز سے اس سلسلے میں تعاون کے حصول کی کوششوں کے باوجود ابھی تک ماسوائے کاغذی وعدوں کے اس سلسلے میں کوئی مناسب اقدام نہیں اٹھایا گیا۔ پاکستان کے ریڈیو اور پریس کو دراصل غلط اور جھوٹا اور بے بنیاد قسم کا پروپیگنڈہ کرنے کا اختیار یا الاؤنس دیا گیا ہے۔ چھوٹی چھوٹی جاگیروں یا ریاستوں کے باشندوں کو ریاست میں مداخلت یا حملہ کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ حتیٰ کہ پاکستان کے عام اور معمولی شہریوں کی طرف سے بھی حکومت کو ناقابل برداشت قسم کی دھمکیوں والے تار بذریعہ ڈاک موصول ہو رہے ہیں۔ جن کو بند کرنے کا حکومت پاکستان یا ڈاک خانہ جات نے کوئی انصرام نہیں کیا۔ سارے الزامات ریاست. جموں و کشمیر کی حکومت کے سر تھونپے جا رہے ہیں۔ حالانکہ پاکستان کے عوام کی جانب سے ایسے اقدام سرزد ہو رہے ہیں۔ دیہاتوں پر پونچھ کے علاوہ سیالکوٹ کے سرحدی دیہاتوں پر بھی حملہ ہو رہا ہے۔ اب ہماری حکومت یہ باور کرنے میں حق بجانب ہے کہ یہ سب کچھ وہاں کی لوکل اتھارٹی کے علم اور ایماء پر ہو رہا ہے حکومت یہ باور کرتی ہے کہ آپ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ یہ تمام اقدامات غیر دوستانہ ہیں۔ اگرچہ دشمنانہ نہیں ہیں۔ آخر میں حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ اس قسم کے اقدامات جن سے یہاں کے عوام کیلئے جانی و مالی خطرات پیدا ہوں اور جن کے مال و جان کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت کا مقدس فریضہ ہے اگر ان کو کنٹرول نہ کیا گیا تو سنگین نتائج برآمد ہوں گے اور زیادہ دیر تک ایسے اقدامات کو برداشت نہیں کیا جائے گا اور حکومت اب بھی امید رکھتی ہے کہ آپ ذاتی طور پر ان شکایات کا قلع قمع کریں گے تاکہ اس قسم کی دھاندلیوں اور بے انصافیوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ جو ہم پر روا رکھی جا رہی ہیں۔ اگر بد قسمتی سے ہماری اس عرضداشت کو پس پشت ڈال دیا گیا تو پھر ہمیں امید ہے کہ آپ ہم سے اتفاق کریں گے کہ ہم کسی سے دوستانہ فوجی امداد حاصل کر کے اس قسم کی دخل اندازیوں اور عوام کے بنیادی حقوق کے غصب کرنے کی کارروائیوں کا منہ توڑ جواب دیں گے اس تار کی ایک نقل گورنر جنرل پاکستان کو بھی ارسال کی گئی ہے"۔ //

۱۹ اکتوبر ۱۹۴۷ء حکومت. جموں و کشمیر کے اس تار کے جواب میں پاکستان کے امور خارجہ نے ایک طویل تار دیا۔ جاوید نے طالبعلموں اور ساتھیوں کے اصرار پر اس تار کا اردو متن بتایا

پاکستانی امور خارجہ کا تار حکومت. جموں و کشمیر کے نام ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۷ء

// "ہم آپ کے ۱۸ اکتوبر کے تار کے مواد اور آپ کے انداز تخاطب جو آپ نے اختیار کیا ہے پر سخت حیران ہوئے ہیں۔ ہماری ۱۲ اکتوبر کے تار کے جواب کی. بجائے اس کے کہ ہماری شکایات پر کوئی فوری طور پر غور کر کے ان کا سدباب کرتے آپ نے ہم پر پاکستان کے عوام کے ریاست میں چوری چھپے داخل ہونے کا بے بنیاد الزام لگایا ہے۔ اور سرحدوں پر رہنے والے عوام کو ہمارے درمیان دشمنی پیدا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ ہم پر زور الفاظ میں ان الزامات کی تردید کرتے ہیں یہاں کے عوام پاکستان سے کشمیر تک بلا کسی رکاوٹ اور ہچکچاہٹ کے سفر کرتے ہیں مگر پاکستان کی طرف سے کھلے بندوں بارڈروں یا کشمیر کی سرحدوں کے نزدیک رہنے والوں کو ایمونیشن کی سپلائی کرنے کا الزام بالکل بے بنیاد اور لغو ہے۔ اس کے بالمقابل کشمیر میں رہنے والے مسلمانوں کو جس طرح دبایا گیا ہے یا ڈوگرہ کے جتھوں یا پنجاب کے غیر مسلم فوجیوں نے پاکستان کی سرحدات کے اندر حملے کئے ہیں ان کے بارے میں ہمارے پاس موثق ثبوت موجود ہیں۔ اور بالکل حال ہی کی ایک مثال چمن خرو گاؤں پر ڈوگرہ فوج کی فائرنگ ہے۔ جس میں پولیس کا ایک ہیڈ کانسٹیبل مارا گیا۔ بہت بڑی تعداد میں مسلح سکھوں اور راشٹریا سیوک سنگھ کے جتھے کشمیر میں داخل ہو چکے ہیں۔ تاکہ وہ پنجاب میں نہتے مسلمانوں کو مارنے ان میں خوف و ہراس پیدا کرنے اور وہاں سے مسلمانوں کے انخلا کے لئے جو حربے استعمال کر چکے ہیں۔ وہ یہاں کریں پاکستان دراصل ریاست سے پہلے ہی مسلمانوں پر روا رکھے گئے ظلم اور ان کے ریاست سے بلا جواز انخلا کے معاملہ کو بڑی گہری تشویش سے دیکھتی ہے۔ آپ کی طرف سے کسی دوسرے ملک سے امداد لینے کی دھمکی پر ہمیں بڑی حیرانی ہوئی۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ یہ امداد یا استعانت کسی باہر کی طاقت سے لیں گے۔ کسی بیرونی ملک کی امداد حاصل کرنے کا مطلب ہو گا۔ کہ آپ اپنا جابرانہ تسلط کشمیر کے مظلوم عوام پر جاری رکھنا چاہتے ہیں اور اس طرح بغاوت کے نام پر بھارت کی مملکت کے ساتھ الحاق کرنے کیلئے وجہ جواز تلاش کر رہے ہیں۔ تاکہ آپ یہاں کی ۸۵ فیصدی مسلمان آبادی کو غلام بنائے رکھیں۔ یہ اقدام کشمیری عوام کے حقوق کے منافی ہو گا۔

ہم آپ کی توجہ اس سنگین صورتحال کی طرف دلا رہے ہیں کہ اگر آپ نے اپنی پالیسی تبدیل نہ

کی اور اپنی ہٹ دھرمی کی پالیسی پر عمل پیرا ہونے کی ضد جاری رکھی تو اس سے جو سنگین اور تباہ کن نتائج بر آمد ہوں گے ان کیلئے صرف آپ ہی کو ذمہ دار گردانا جائے گا۔

حکومت پنجاب کی طرف سے پیٹرول، کپڑے خوراک یا ٹرانسپورٹ کی آمد و رفت میں تساہل یار کاوٹ برتی جا رہی ہے۔ ہم نے آپ کو اس سے قبل ہی آگاہ کر دیا ہے کہ ہم نے حکومت کو حکم دے دیا ہے کہ وہ متذکرہ بالا اشیاء کی فراہمی اور دیگر ضروریات کے بارے میں فوری اقدام کرے۔

یہ بات قطعی طور پر غلط ہے کہ آپ حکومت پنجاب کے اس تساہل اور غفلت کو جو کہ چند ناگریز حالات کی وجہ سے اس حکومت کے کنٹرول سے باہر ہے اس کو اپنے اوپر دباؤ یا جبر محسوس کرتے ہوئے یہ خیال کریں گے کہ یہ سب کچھ حکومت پاکستان کی طرف سے اس لئے کیا جاتا رہا ہے تاکہ ریاست کا الحاق پاکستان سے کیا جائے بالکل بے بنیاد ہے ہم نے پہلے ہی ایک آفیسر آپ کے پاس بھیج دیا ہے تاکہ وہ ان مسائل کے حل کے بارے میں آپ سے تبادلہ خیال کرے۔ اور آپ کی تجویز کے مطابق ان کے حل کا جواز یا طریقہ کار تلاش کیا جا سکے۔ ہم نے حالات کی سنگنی کے پیش نظر آپ کی اس تجویز کو منظور کر لیا ہے کہ متذکہ بالا الزامات کی غیر جابندارانہ تحقیقات کرائی جائے۔ ہم آپ کی اس تجویز کا خیر مقدم کرتے ہیں اور آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنی طرف سے کوئی نمائندہ نامزد ہونے پر ہم اپنی طرف سے کوئی نمائندہ نامزد کریں گے تاکہ فوری طور پر اس سارے معاملہ کی چھان بین ہو سکے اس دوران ہم امید کرتے ہیں کہ دونوں ہمسایوں کے درمیان دوستانہ روابط اور رشتے مضبوط بنانے کیلئے کسی قسم کا دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جائے گا"۔

آپ نے تار ارسال کرنے سے قبل اس کا مضمون پریس کو دے دیا تھا۔ اس لئے میں بھی اس تار کی نقل پریس کو دے رہا ہوں تاکہ ان الزامات کی تردید ہو سکے جو آپ نے اس میں لگائے ہیں۔

آپ کے تار میں یہ الزامات کہ جوں کے توں معاہدں کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ اور اس پر عملدرآمد نہیں کیا گیا بنیادی طور پر غلط ہے جو مشکلات آپ محسوس کر رہے ہیں یا ایڈمنسٹریشن کو جن کا سامنا ہے وہ دراصل ایسٹ پنجاب میں فرقہ ورانہ فسادات کی بنا پر پیدا ہوئے ہیں۔ اور اس طرح کوئلہ کی کمی کی وجہ سے رسل و رسائل اور ذرائع حمل و نقل متاثر ہوئے ہیں اور ایسی ہی مشکلات مغربی پنجاب کو بھی محسوس ہوئی ہیں۔ بینکوں کے بارے میں مشکلات دراصل سٹاف

کی کمی کی وجہ سے رونما ہوئی ہیں جن کی ذمہ داری پنجاب حکومت پر نہیں ڈالی جا سکتی۔ جنہوں نے دراصل بینکوں کو بچانے کیلئے ہر ممکن اقدام کیا ہے۔ لاہور کے کرنسی آفیسر کی طرف سے کرنسی کی ترسیل میں ناکامی کی ذمہ داری حکومت پاکستان پر عائد نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ لاہور کا کرنسی آفیسر بھارت کے ریزرو بینک کے ماتحت ہے آپ کی حکومت اور عام لوگوں کی طرف سے اور حکومت کی طرف سے دی گئی تاروں کی شکایت بے معنی قسم کی ہے۔ آپ کی حکومت یہ محسوس نہیں کرتی کہ مغربی پنجاب میں سنسرشپ کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس طرح لوکل یا صوبائی اتھارٹی کے خلاف شکایت بھی بے بنیاد ہی ہے۔ یہ بڑی ہی ناانصافی ہے۔

جاوید نے پھر کہا کہ جموں و کشمیر حکومت کی طرف سے جو تار گورنر جنرل کو ارسال کیا گیا تھا گورنر جنرل نے اس کا جواب اس طرح دیا۔ اس تار کا اردو متن ملاحظہ ہو۔ یہ تار ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو دیا گیا۔

جموں و کشمیر حکومت کے تار گورنر جنرل پاکستان کا متن ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۷

"مجھے آپ کا ۱۸ اکتوبر کا تار ملا جو آپ کے وزیراعظم نے کشمیر کے حالات کے بارے میں مجھے ارسال کیا تھا مگر مجھے افسوس ہے کہ یہ تار میرے پاس پہنچنے سے قبل ہی۔ اور اس پر مناسب احکامات کی صدوری سے قبل ہی اسے پریس میں دے دیا گیا۔ میری حکومت پہلے بھی اس سلسلے میں آپ کی حکومت سے بدستور رابطہ قائم کئے ہوئے ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ آپ کے وزیراعظم نے تار میں جو لب ولہجہ اختیار کیا ہے اس سے دھمکی کی بو آتی ہے کہ وہ کسی دوست ملک سے امداد حاصل کریں گے۔ اور یہ دھمکی ایک الٹی میٹم کے مترادف ہے اس طرح کا لب ولہجہ یا طریقہ کار ایک ذمہ دار حکومت یا ایک دوست حکومت کی طرف سے اختیار کیا جانا موجودہ سنگین حالات کے حل کرانے کا جواز نہیں بن سکتا۔ اس سے قبل بھی۔

آپ کے وزیر عظم نے مورخہ ۱۵ اکتوبر کے تار میں اسی قسم کی بیہودہ زبان اور لب ولہجہ اختیار کیا تھا۔ جو اس نے ۱۸ اکتوبر کے تار میں کیا جس کی نقل مجھے ارسال کی ہے اور اس سلسلے میں اس نے میری حکومت کے جواب کا انتظار تک نہیں کیا۔ میری حکومت نے قبل ازیں اس تار

کا جواب دے دیا ہے۔ میری حکومت اس قسم کے یکطرفہ الزامات کو تسلیم نہیں کر سکتی کیونکہ آپ کی حکومت کے پاس مرکزی حکومت کے وعدوں کو آپ صرف کاغذی وعدے یا معاہدے کہیں۔ کیا ثبوت ہے میری حکومت کا یہ پختہ عزم ہے کہ جوں کے توں معاہدے پر پوری طرح عملدرآمد کیا جائے۔

رسل و رسائل اور سپلائی کے سلسلے میں پیش آمدہ مشکلات کے ازالہ کیلئے میری حکومت نے بہت پہلے تجویز کیا تھا کہ آپ اپنا کوئی نمائندہ بھیجیں۔ تاکہ دونوں حکومتوں کے نمائندے اس مسئلے پر غور کریں۔ اور اس کا حل کریں مگر اس کو نظر انداز کر دیا گیا۔ ان حالات کی روشنی میں بامر مجبوری یہ نتائج اخذ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ آپ کی حکومت کی طرف سے الزامات ہوائی ہیں۔ جن کے در پردہ آپ کی حکومت کے خفیہ عزائم پوشیدہ ہیں ان کی ایک حالیہ مثال آپ کی طرف سے نیشنل کانفرنس اور مسلم کانفرنس کے لیڈروں کے درمیان امتیازی سلوک کا روا رکھا جانا ہے۔ ایک طرف آپ نے شیخ محمد عبداللہ کو رہا کر دیا ہے تاکہ ان کی نیشنل کانفرنس کی جماعت عام پروپیگنڈہ کر سکے اس کے برعکس مسلم کانفرنس کے لیڈر چوہدری غلام عباس اور ان کے ساتھیوں کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے اس پابندی (یعنی جلسہ مسلم کانفرنس کیا) کو توڑا جو آپ نے نافذ کی تھی۔ اس کے باوجود وہ جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔ اور مسلم کانفرنس کو آپ نے بنیادی سول حقوق اور شہری آزادیوں سے بھی محروم کر دیا ہے ریاست کے مسلمانوں کو کچلنے کیلئے آپ کی حکومت نے جو طریقہ کار وضع کیا ہے یا آپ کی فوج نے مسلمانوں پر جو ظلم و تشدد روا کر رکھا ہے۔ اور مسلمانوں کو ریاست سے ہجرت کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ پریس میں دیئے گئے بیانات سے اس قسم کے اشارے ملتے ہیں۔ جو کہ آپ کے وزیراعظم نے اخبارات میں دیئے ہیں اور خصوصی طور پر ان تاروں کا پریس میں قبل از وقت دیا جانا جن میں بے بنیاد قسم کے الزامات لگائے گئے۔ اور وہ مجھے ارسال کی گئی تھیں۔ اور اس کے ساتھ ہی کسی بیرونی طاقت کی امداد حاصل کرنے کی دھمکی دراصل آپ کے خفیہ عزائم کی نشاندہی کرتی ہیں۔ جن کے تابع آپ بھارتی یونین میں شامل ہونے کیلئے کوئی نہ کوئی جواز یا بہانہ سازی ڈھونڈھ رہے۔ تاکہ یہاں پر بغاوت کا بہانہ بنا کر حکومت (بھارت) کی ریاست میں مداخلت کا جواز پیدا کیا جا سکے۔ آپ کی یہ سوچ اور پالیسی دراصل ریاست کے ۸۵ فیصدی مسلمانوں کے لئے۔ ڈر یا خوف یا آپ کی طرف

سے دل برداشتگی کی اصل وجہ ہے میری حکومت کی طرف سے آپ کے نمائندہ کے ساتھ ایک میٹنگ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اسلئے میں تجویز کرتا ہوں کہ ان معاملات کو دوستانہ طریقہ سے سلجھانے کیلئے آپ کے وزیراعظم کو کراچی آنا چاہئے تاکہ ہم ان سب مسائل کو جو اب پیدا ہو چکے ہیں ان کے حل کے بارے میں سوچ و چار کر سکیں۔ نہ کہ تند و تلخ لہجہ اپنا کر ان اختلافات کو ہوا دی جائے جو کہ تاروں اور خط و کتابت سے پیدا ہوئے ہیں۔ میں آپ کے وزیراعظم کی مورخہ ۱۵ اکتوبر کو دی گئی تار میں تجویز کی حرف بحرف تائید کرتا ہوں۔ اور اس کا دوبارہ اعادہ کرتا ہوں جس کو میں نے ۱۸ اکتوبر کی تار میں تسلیم کیا ہے کہ اس جملہ معاملہ کے بارے میں ایک غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے۔ //

پاکستان کے وزیر خارجہ کا تار وزیراعظم کشمیر کے نام ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء

اس کے ساتھ ہی مورخہ ۲۱ اکتوبر کو پاکستان کے امور خارجہ کے وزیر نے کشمیر کے وزیراعظم کو ایک تار کے ذریعے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

// "ہم نے اپنی ۲۱ اکتوبر کی تار میں پونچھ میں سنگین صورتحال کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرائی تھی۔ اب آمدہ رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ پونچھ میں بربریت کا دور دورہ شروع کر دیا گیا ہے اور پونچھ کے علاقے میں ڈوگرہ فوج کی جانب سے خوفناک قسم کے جرائم مسلمان آبادی کے خلاف کئے جا رہے ہیں۔ کشمیر کے علاقے سے بے شمار مہاجرین پاکستان کے علاقے میں داخل ہو رہے ہیں اور وہ غیر انسانی بربریت کی کہانیاں سناتے ہیں۔ ایسے افراد جو پونچھ کے ہیں جن کے خاندان کے افراد پاکستانی فوج میں ہیں وہ ان اطلاعات سے سخت پریشان اور مضطرب ہیں جن کو آپ کی جانب سے کسی یقین دہانی یا ٹھوس ثبوت کے بغیر مطمئن کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے آپ سے التماس ہے کہ آپ وہاں کے مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت کیلئے آپ کی طرف سے کئے گئے اقدامات سے ہمیں فوری مطلع کریں۔ //

جاوید جب یہ باتیں کر رہا تھا تو ایک طالب علم بول اٹھا۔ جاوید بھائی! یہ تو ہوئی جوں کے توں معاہدے کے سلسلے میں حکومت پاکستان اور مہاراجہ کی بات۔ دراصل مہاراجہ اپنا اقتدار

قائم رکھنے کیلئے اب پاکستان کی حکومت کا سہارا لے کر اپنا اقتدار قائم رکھنا چاہتا ہے اور ہماری لڑائی تو ڈوگرہ سامراج سے ہے ہم کشمیری تو ڈوگرہ کے کسی معاہدے کے پابند نہیں ہیں۔ اس لئے ہمیں تو اس کو کشمیر سے نکالنا اور اس کا تخت و تاج و حکمرانی چھیننا ہو گی۔ اور جب تک ہم یہ نہیں کرتے ہمیں آزادی حاصل نہیں ہو گی۔ جاوید اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے کہا مجھے نوجوانوں سے ایسے ہی جذبات کی توقع تھی۔ اب میں پرامید ہوں کہ ہمیں ضرور آزادی ملے گی۔ اگر آپ جیسے جذبات رکھنے والے طالبعلم اور نوجوان اس قدر جذبہ رکھتے ہیں تو پھر ہمیں ڈوگرہ زیادہ دیر تک غلام نہیں رکھ سکے گا۔ ہم ضرور جلد آزاد ہو جائیں گے۔ جاوید نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ آپ جیسے نوجوان اور کشمیری حریت پسندوں نے ڈوگرہ کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا ہے اور اس وقت حریت پسند پونچھ میں راولاکوٹ، مینڈر، حویلی، ضلع مظفر آباد، راجوری، سرینگر میرپور میں برسرپیکار ہیں۔ جس کی وجہ سے مہاراجہ سخت گھبرایا ہوا ہے ایک اور طالب علم نے کہا۔ جاوید بھائی ہم ان علاقوں میں مجاہدین کی سرگرمیاں جاننا چاہتے ہیں۔ اور ان علاقوں کے مفصل حالات بھی ہمیں بتائیں تاکہ ہم بھی کوئی پروگرام سوچ کر ایسے مجاہدین کے دوش بدوش چلنے کی کوشش کریں۔ اور ریاست کے کونے کونے میں پھیل جائیں جاوید نے کہا۔ پہلے میں آپ کو ضلع پونچھ کی تفصیل بتاتا ہوں۔ پھر ان سب علاقوں کے سیاسی حالات اور اس وقت تحریک آزادی کس موڑ پر ہے بتاؤں گا۔ جاوید نے کہا کہ۔

تحریک آزادی ضلع (i) پونچھ (ii) مظفر آباد (iii) راولاکوٹ (iv) مینڈر (v) راجوری (vi) سرینگر (vii) میرپور میں

مہاراجہ گلاب سنگھ اور دھیان سنگھ دو حقیقی بھائی تھے پونچھ میں راجہ دھیان سنگھ حکمران تھا۔ مہاراجہ پرتاب سنگھ کے عہد تک پونچھ میں دھیان سنگھ کی اولاد کا اپنا علیحدہ نظام تھا۔ راجہ پونچھ کی حیثیت ایک جاگیر کی تھی۔ پونچھ میں تحصیل باغ۔ سدھنوتی، حویلی مینڈر شامل ہیں۔ پونچھ کی آبادی ۴ لاکھ ۱۲ ہزار ۸۲۸ تھی جس میں سے مسلمان تین لاکھ ۸۲ ہزار ۲۲ تھے۔ دوسری عالمگیر جنگ میں پونچھ کے فوجیوں کی تعداد اسی ہزار تھی۔ فوجی زندگی نے پونچھ کے لوگوں میں

مجاہدانہ صفات پیدا کر دی تھیں۔ ان لوگوں نے لیبیا برما اور مصر میں جا کر فوجی خدمات انجام دی تھیں۔ آزاد ملکوں کی سیر اور آزاد قوموں کی حالت دیکھ کر وہ اور نڈر اور بے باک ہو چکے تھے ادہر پونچھ میں مہاراجہ نے ترقی اور کاہچرائی ٹیکس صرف مسلمانوں پر لگائے ہوئے تھے۔ نو مسلموں کو غیر زراعت پیشہ قرار دیا گیا تھا۔ سرکاری اہل کاروں کی رعونت بدمزاجی اور تنگ دلی کا وہی حال تھا۔ منشی مشدی اور تحصیلدار برابر رعایا کو لوٹ رہے تھے۔ ادہر مہاراجہ کشمیر ایک بار راولاکوٹ گئے تھے۔ جہاں انہوں نے سروے کیا تھا اور کہا تھا کہ ہوائی اڈہ کہاں بنے۔ فوجی چوکیاں کہاں ہوں۔ مہاراجہ کو پونچھ کے بہادر اور مجاہد لوگوں سے سخت خطرہ تھا کہ شورش یہاں سے ہی برپا ہو گی پنجاب میں شورش شروع تھی اور راشٹریہ سیوک سنگھ جگہ جگہ کارروائی کر رہی تھی۔ جموں سے پونچھ فوجیں بھیج دی گئیں راولاکوٹ کو فوجی چھاونی بنا دیا گیا۔ کچھ دستے باغ کے علاقے میں بھیج دیئے گئے۔ باقی فوج پونچھ میں مقیم کر دی گئی۔ پنجاب کے کچھ مسلمان جوگی راولاکوٹ میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ اتفاق سے وہاں نزدیک ایک ڈوگرہ صوبیدار فوجی سپاہیوں کا دستہ آیا کسی نے اسے مخبری کی کہ راولاکوٹ میں پاکستانی سپاہیوں کا دستہ جوگیوں کے بھیس میں ہے ڈوگرہ فوجی اس مکان میں جا گھسے۔ جہاں جوگی ٹھہرے تھے وہاں ان کو مارا پیٹا۔ اس واقعہ سے راولاکوٹ کے لوگوں میں اشتعال آگیا۔ ادہر باغ میں ڈوگرہ فوج کی زیادتیوں سے بھی لوگ مشتعل تھے۔ اگست ۱۹۴۷ء کے تیسرے ہفتے میں پاکستان زندہ باد کے نعروں، جلسوں، جلوسوں سے باغ، راولاکوٹ، پونچھ، مینڈر کی فضائیں گونجنے لگیں۔ پونچھ میں سید نذیر حسین شاہ، سید حسن صدر مسلم کانفرنس باغ، سردار بہرام خان باغ، محمد اکرم اشرف، مولوی اقبال خان، خواجہ امیرالدین وغیرہ گرفتار کر لئے گئے۔ اور مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ باغ کے قبصہ میں گولی چلی کئی آدمی جاں بحق ہوئے۔ کھائی گلہ، رام پور اور دولتاں کے اکثر مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔ ڈوگرے مسلمانوں کے گھروں میں گھس گھس کر مسلمانوں کو قتل کرتے رہے اور ان کے مکانوں کو جلا رہے تھے نہتے لوگ مجبور ہو کر جنگلوں اور پہاڑوں میں چھپ جاتے جنگلی پھل اور مکئی کے بھٹے کھا کر گزارہ کرتے اوائل اگست ۱۹۴۷ء میں باغ اور سدھنوتی کے شمالی حصہ میں بعض مسلمانوں نے حکومت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک شروع کی۔ عوام کی ادائیگی مالیہ کی زبردست ایجی ٹیشن کھڑی کر دی۔ وزیر پونچھ نے ان سرکشوں کو سمجھانے کی کوشش کی مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی پھر ۲۴ اگست ۱۹۴۷ء

کہا کہ ایک طرف تو مسلمانوں کے خلاف جموں میں وحشت و درندگی کی گئی مگر دوسری طرف بھارتی وزیراعظم نے برطانیہ کے وزیراعظم کے نام مورخہ ۲۵ اکتوبر، ۱۹۴۷ء کو ایک تار بھیجا جس میں وہ اپنے عیبوں پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے اور سارا الزام پاکستان کے سر تھوپ دیا گیا۔ ایک طالب علم نے کہا وہ کیا تار تھا اسکے متن سے آگاہ کریں جاوید نے کہا تار کا اردو متن یہ ہے۔

بھارتی وزیراعظم کا تار وزیراعظم برطانیہ کے نام

۱۔ "ریاست جموں و کشمیر ایک خطرناک صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ صوبہ سرحد سے بہت بڑی تعداد میں آفریدی اور دیگر قبائل نے ریاست کے علاقوں میں حملہ کر دیا ہے انہوں نے کئی قصبات پر قبضہ کر لیا ہے اور بہت بڑی تعداد میں غیر مسلموں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ہماری اطلاعات کے مطابق قبائلیوں کو موٹر ٹرانسپورٹ کی سہولیات حاصل ہیں اور وہ جدید اور خود کار ہتھیاروں سے مسلح ہیں اور وہ پاکستان کے علاقہ سے گزر کر ریاست میں داخل ہوئے ہیں۔ آخری اطلاعات یہ ہیں کہ حملہ آور جہلم دریا کے کنارے کنارے کشمیر کی جہلم دیلی روڈ سے ہوتے ہوئے وادی کشمیر کی جانب بڑھ رہے ہیں۔

۲۔ ہمیں حکومت کشمیر کی طرف سے فوری امداد کی اپیلیں کی گئی ہیں۔ ہم کسی بھی دوست ریاست کیطرف سے اس قسم کی درخواست پر امداد کرنے کیلئے بالکل آمادہ ہیں۔ کشمیر کی شمالی سرحدیں جیسا کہ آپ کو علم ہے تین ملکوں افغانستان روس اور چین سے ملتی ہیں اس لئے کشمیر کی ریاست کا تحفظ اس کے اندرونی امن و امان کے علاوہ بھارت کے تحفظ اور بقا کے لئے بھی بہت اہم ہے۔ کیونکہ بھارت اور کشمیر کی جنوبی سرحدیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں۔ اس لئے کشمیر حکومت کی امداد کرنا بھارت کیلئے ایک فریضہ ہے اس لئے ہم فوری طور پر اس امر کی جانب آپکی توجہ مبذول کر رہے ہیں کہ کشمیر کے تحفظ کیلئے آپ کس قسم کی امداد دے

سکتے ہیں۔

۳۔ میں اس کے ساتھ یہ بات واضح کر دوں کہ ایمرجنسی کے حالات میں کشمیر کے تحفظ کیلئے امداد کرنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہو گا کہ ہم کشمیر کی حکومت کو بھارت کے ساتھ الحاق کرنے کیلئے متاثر کر کے اس کا الحاق بھارت سے کرانے کا عزم رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارا نظریہ جس کا اظہار ہم کئی بار عام پبلک میں بھی کر چکے ہیں یہ ہے کہ کسی متنازعہ علاقے یا ریاست کے الحاق کا فیصلہ وہاں کے عوام کی مرضی سے ہی کیا جانا چاہئے اور ہم اس نظریہ پر ثابت قدمی سے قائم ہیں۔ اس لئے یہ بات واضح ہے کہ کشمیر کے عوام کی آزادانہ مرضی سے کشمیر کا فیصلہ ان حالات میں کسی طرح بھی ممکن نہیں ہو گا۔ اگر بیرونی حملہ آور کشمیر کی خود مختارانہ حیثیت کو ختم کر کے رکھ دیں گے۔

۴۔ اس لئے میں نے ایک بین الاقوامی قسم کے خطرے کے پیش نظر مناسب جانا کہ میں حالات سے آپ کو آگاہ کر دوں"

طالب علموں نے جب بھارتی وزیراعظم کے اس تار کا متن سن لیا۔ تو کہنے لگے کہ اس تار سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بھارت کشمیر میں حملہ کرنا چاہتا ہے اور وہ بہانہ بنا رہا ہے تاکہ اسے کوئی جواز مل سکے۔ جاوید نے کہا۔ ہاں۔ بات تو ٹھیک ہے۔

ادہر مہاراجہ نے بھی خفیہ طور پر بھارت سے رابطہ رکھا ہوا تھا۔ ایک طرف مہاراجہ پاکستان کے ساتھ جوں کے توں معاہدے کے لئے تاریں دے رہا تھا اور دوسری طرف بھارت کے ساتھ بھی رابطہ رکھے ہوئے تھا کیونکہ مہاراجہ یہ چاہتا تھا کہ وہ برسراقتدار رہے۔ اور اسی طرح حکمرانی کرتا رہے۔ پاکستانی حکومت اور کشمیری ڈوگرہ کی حکمرانی نہیں چاہتے۔ البتہ بھارت مہاراجہ کو حکمران رکھنے کی ضمانت دے چکا ہے جس کی وجہ سے مہاراجہ نے بھارت کے ساتھ الحاق کرنے کا پکا ارادہ کر لیا ہے۔

ایک طالب علم نے کہا۔ کیا مہاراجہ ایسا کر سکے گا۔ جب کہ سارے کشمیری لڑ رہے ہیں۔ قبائل بھی لڑ رہے ہیں ان حالات میں مہاراجہ کس طرح حکمران رہ سکتا ہے۔ جاوید نے کہا۔ بات

(i) قبائل کی کشمیر پر یلغار

(ii) قائداعظمؒ نے جموں پر حملہ کا حکم دیدیا

(iii) جنرل گریسی کی لیت ولعل

کشمیریوں نے اپنی تحریک آزادی کی رائفلوں، بندوقوں، تلواروں، کلہاڑیوں، نیزوں، ڈنڈوں کی مدد سے کی تھی۔ مگر کشمیریوں کے پاس اسلحہ نہ تھا۔ بھارت کی تقسیم کے وقت اسلحہ ساز فیکٹریاں، امیونیشن، ٹینک گاڑیاں سب بھارت کے پاس رہ گئیں۔ پاکستان کے حصہ میں صرف علاقہ اور بھارت و جموں و کشمیر سے آنے والے مہاجرین کا ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ پاکستان کے پاس اسلحہ نہ تھا۔ کہ کشمیریوں کی امداد کر سکے پاکستان کے حکمران اس غلط فہمی میں تھے کہ کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اس طرح کشمیر بہر صورت پاکستان کے ساتھ شامل ہو گا مگر ان کی سوچ غلط فہمی پر مبنی تھی۔ انہوں نے ڈوگرہ مہاراجہ ہری سنگھ کا صحیح تجزیہ نہ کیا اور نہ ہی بھارتی حکومت کے عزائم کو سمجھ سکے اور نہ ہی حیدر آباد، مناودور، جوناگڑھ کے حشر سے سبق سیکھ سکے۔ جب کشمیر میں مجاہدین نے جنگ شروع کی تو پاکستان کے جی ایچ کیو کی پوزیشن ڈانواں ڈول تھی۔ کوئی اسلحہ نہ تھا۔ کوئی مرکزی طور پر قائم شدہ فوج نہ تھی۔ اس وقت میجر جنرل اکبر خاں جی ایچ کیو کے ڈائریکٹر اسلحہ تھے۔ پاکستان کے حصہ کا کچھ اسلحہ بھارت میں رہ گیا تھا۔ اور جو پاکستان میں تھا وہ کمانڈر انچیف کی مرضی یا حکم کے بغیر کشمیریوں کو نہیں دیا جا سکتا تھا۔ اس وقت پاکستان فوج کے کمانڈر انچیف جنرل گریسی (ایک عیسائی) تھے۔ اس سے ایسی توقع بھی نہ تھی چنانچہ میجر جنرل اکبر نے ایک تدبیر نکالی کہ پنجاب کی پولیس کیلئے چار ہزار ملٹری کی رائفلیں جی ایچ کیو کے پاس تھیں جو حکومت نے پنجاب پولیس کو جاری کرا کر کشمیریوں کو جاری کی گئیں۔ اور کچھ پرانے اسلحہ کا ذخیرہ جو ضائع کیا جانا تھا اور کراچی لے جا کر سمندر میں پھینکا جانا تھا۔ وہ بھی جنرل اکبر صاحب نے کرنل اعظم خانزادہ سے مل کر کشمیریوں کے نام پر خفیہ طور پر جاری کرایا۔ اور اس طرح مسئلہ یہ تھا کہ مہاراجہ کو جموں کی طرف سے کوئی امداد نہ ملے اور پاکستان کے کشمیر کی آزادی کی جنگ میں ملوث ہونے کا شائبہ بھی نہ ہو

اسطور کام کیا جانا تھا۔ متذکرہ چار ہزار رائفلوں میں سے ایک ہزار رائفل ان لوگوں کو دی جانی تھی۔ جو کٹھوعہ روڈ پر اور ۲۰۰ رائفلیں سری نگر روڈ اور باقی ۲۸۰۰ دیگر لوگوں کو دی جاتی تھیں۔ جنرل اکبر کو خان لیاقت علی خاں وزیر اعظم نے بلایا اور شوکت حیات جو کہ پنجاب کے وزیر تھے سے ملاقات کی۔ چنانچہ سردار شوکت حیات نے ایک اور پلان بنایا کہ انڈین نیشنل آرمی کے سابق فوجیوں کی زیر کمان چند علاقوں سے کاروائی کی جائے۔ چنانچہ مسٹر زمان کیانی کو یہ کمان سونپنے کی تجویز ہوئی اور راولپنڈی کے شمالی علاقے کی کمانڈ خورشید انور کو سونپی گئی جو مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے کمانڈر تھے۔ ان سب کی نگرانی شوکت حیات نے کرنا کی۔ چنانچہ ان پلانوں پر بحث ہوئی۔ اور پرائم منسٹر پاکستان سے ملاقات میں جنرل اکبر، مسٹر غلام محمد فنانس منسٹر (گورنر جنرل بعد میں) میاں افتخار الدین۔ زمان کیانی خورشید انور سردار شوکت حیات خان نے شرکت کی۔ مگر اس کانفرنس میں کسی امر پر کوئی سنجیدہ غور و خوض نہ کیا گیا۔

قبائلی اس وقت کشمیر کی آزادی کیلئے جا رہے تھے۔ جنرل اکبر نے جی ایچ کیو کے بریگیڈیر شیر خان کو ہم خیال بنا لیا اور لیفٹیننٹ کرنل مسعود (بریگیڈیر ٹامی بعد میں بنا) زمان کیانی اور خورشید انور اور پنڈی کے ڈی سی خواجہ عبدالرحیم اور ایر کموڈور جنموعہ نے کشمیریوں کی حمایت کی یقین دہانی حاصل کر لی۔ جنہوں نے کشمیری مجاہدین کیلئے فنڈ، راشن اسلحہ، اور رضا کار بھرتی کرنے کا وعدہ کیا۔ چار ہزار رائفلیں جو کہ کشمیریوں کو یا حریت پسندوں کو جاری کی جانی تھیں۔ وہ سب ان تک نہ پہنچ سکیں۔ قبائلی جو کشمیر میں داخل ہوئے وہ درہ کی بنی ہوئی رائفلوں اور تکڈم رائفلوں سے لیس تھے۔ امیونیشن یا روند نہ ملتے تھے قبائلیوں کے ریاست میں داخلے کے بعد ریاست میں حالات خراب ہوتے جا رہے تھے اور پنڈی سے سپلائی بند ہو گئی تھی۔ جس پر مہاراجہ کشمیر سیخ پا ہو گیا۔ چنانچہ شیخ محمد عبداللہ نے بھی دہلی کے مقام پر ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو انڈین پریس میں بیان دیا کہ پٹیالہ اور بھارت کی ریاستوں میں ہونے والے واقعات نے کشمیری مسلمانوں کو خوف زدہ کر دیا ہے اور پونچھ میں جو بغاوت ہوئی ہے وہ مہاراجہ کی حکومت کے غیر دانشمندانہ اقدام کی وجہ سے ہوئی ہے۔ مگر یہ صورت حال اس وقت بالکل ہی بدل گئی جب قبائلی ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو بارہ مولہ تک پہنچ گئے۔ مگر اس موقعہ پر ۲۰ اکتوبر کو بھارت کے کمانڈر انچیف کو پاکستان آرمی کے جی ایچ کیو سے ایک تار ملا جس میں یہ لکھا گیا

ہے کہ ۵ ہزار قبائلیوں نے مظفرآباد اور دو میل پر قبضہ کر لیا ہے۔ چنانچہ ادھر مہاراجہ نے بھارت سے امداد کی اپیل کی چنانچہ بھارتی فوج کے ۳ سٹاف آفیسر سرینگر پہنچ گئے تاکہ امداد کا جائزہ لیں۔ مگر قبائلیوں نے اس وقت بارہ مولہ پر قبضہ کر لیا تھا جو کہ سری نگر سے ۳۵ میل دور تھا۔ چنانچہ مہاراجہ سری نگر سے جموں بھاگ گیا۔ سونے سے قبل مہاراجہ نے اپنے ADC سے کہا کہ اگر کل صبح تک دی وی پی مینن بھارت سے امداد نہ لایا تو اس کا مطلب یہ ہوگا یہ سب کچھ ختم ہو گیا۔ اور ایسی صورت میں اے ڈی سی کو حکم تھا کہ نیند میں مہاراجہ کو گولی مار کر ہلاک کر دے مگر ایسا نہ ہونا تھا نہ ہوا کیونکہ بھارت کی حکومت نے قریب ایک صد ہوائی جہاز، اسلحہ اور امیونیشن اور دیگر امداد کے بھر کر تیار رکھے ہوئے تھے جو صرف ایک اشارے پر سرینگر پہنچائے جانے تھے۔ مگر مہاراجہ نے ایک دستاویز الحاق تیار کر کے لارڈ مونٹ بیٹن کو ارسال کر دی تھی جو اس نے قبول کر لی۔

۲۷ اکتوبر کو بھارتی ریڈیو نے اعلان کر دیا کہ کشمیر کے مہاراجہ نے بھارت سے الحاق کر لیا ہے۔ چنانچہ بھارت نے پاکستان کے حصے کے فوجی سٹوروں پر قبضہ کر لیا۔ جوناگڑھ پر قبضہ کر لیا۔ بھارت نے راتوں رات ۳۳۰ فوجیوں کا ایک (BATCH) سرینگر پہنچا دیا اور مزید تسلسل سے پہنچ رہے تھے مگر قبائلی بارہ مولہ کے مقام پر سستا رہے تھے۔ ادھر ۲۴ اکتوبر کو آزاد کشمیر میں سردار محمد ابراہیم کی سربراہی میں ایک حکومت قائم ہو چکی تھی۔ پاکستان کے وزیراعظم نے لاہور کے مقام پر صورت حال پر غور کرنے کیلئے ایک میٹنگ بلائی جس میں ڈیفنس سیکرٹری سکندر مرزا (بعد میں گورنر جنرل بنا) چوہدری محمد علی سیکرٹری جنرل (بعد میں وزیراعظم بنے) خان عبدالقیوم خاں صوبہ سرحد کے چیف منسٹر۔ نواب محمد وٹ چیف منسٹر پنجاب بریگیڈ شیر خان اور جنرل اکبر نے شرکت کی۔ کئی تجاویز زیر غور آئیں۔ مگر کوئی ٹھوس اقدام نہ اٹھایا گیا۔ کیونکہ پاکستان کو یہ خطرہ تھا۔ کہ ستمبر کی جنگ میں الجھنے سے بھارت پاکستان پر حملہ کر دے گا۔ اس خطرے کی وجہ سے حکومت پاکستان نے مسئلہ کشمیر میں الجھنا مناسب نہ سمجھا اور مصلحت کوشی سے کام لیا۔ قبائلی میرپور۔ پونچھ۔ کوٹلی۔ جھنگڑ۔ نوشہرہ۔ بھمبر کی طرف بڑھ گئے تھے۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہے۔

قائداعظم نے جموں پر حملے کا حکم دیا

قائداعظم محمد علی جناح نے جموں پر حملہ کر کے بھارتی راستے کو بند کرنے کا حکم دیا تھا چنانچہ ALLAN CAMPBEL نے اپنی کتاب MISSION WITH MOUNTBATTEN میں اس امر کا تذکرہ کیا تھا کہ قائداعظم کا یہ حکم جنرل گریسی جو کہ پاک فوج کے ایکٹنگ کمانڈر انچیف تھے ان کے پاس پہنچ چکا تھا جنرل گریسی اس وقت جنرل کی جگہ کمانڈ سنبھالے ہوئے تھے۔

جنرل گریسی کی لیت لعل

چنانچہ جنرل گریسی نے قائداعظم کے حکم کو ماننے سے لیت و لعل کی اور کہا کہ وہ سپریم کمانڈر فیلڈ مارشل (AUCHINLECK) جو کہ دہلی میں تھے سے مشورہ کئے بغیر یا اس کے حکم کے بغیر حملے کا حکم نہیں دے سکتا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جنرل گریسی نے قائداعظم کو اپنی فوج کے بے ترتیب حالات اور دیگر واقعات سے باخبر کر کے اس حکم پر عمل درآمد نہ کرنے پر قائل کر لیا ہو۔

بھارتی فوج کے سری نگر پہنچ جانے کے بعد جب وہاں لڑائی شروع ہوئی تو قبائلیوں نے پسپائی اختیار کر لی اور وہ قریب ۶۵ میل پیچھے آگئے مگر بھارتی فوج کا کہنا کہ انہوں نے ۱۲ گھنٹے کی لڑائی کے بعد قبائلیوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ اور قبائلی اپنی ۵۰۰ لاشیں چھوڑ کر بھاگ گئے مگر اس امر کی تصدیق نہ ہو سکی کیونکہ قبائلی صرف گوریلا جنگ جانتے ہیں وہ بھارتی فوج کے آمنے سامنے کس طرح آتے اور اس قدر مارے جاتے۔ قبائلی اب اوڑی تک آگئے تھے۔ بھارتی فوج نے بارہ مولہ پر نومبر میں قبضہ کر لیا تھا۔ اور اوڑی کے مقام پر جنرل اکبر گئے تاکہ قبائلی لشکر یا دیگر فوجی افراد کو لڑائی کیلئے مستعد کر سکیں وہاں پر انہوں نے کیپٹن رشید اور میجر اسلم کی ڈیوٹی لگائی اور کئی فوجی افسروں کو متحدہ کر کے اوڑی اور چکوٹھی کے مقام پر بھارتی فوج کی پیش قدمی کو روکنے کی کاروائی کی گئی۔

جب یہ بات ختم ہوئی تو ایک اور طالب علم نے جاوید سے پوچھا کہ وہ مہاراجہ ہری سنگھ کی اس چٹھی اور دستاویز الحاق کے بارے میں بتائیں جو مہاراجہ نے بھارت سے الحاق کرنے کیلئے

لارڈ مونٹ بیٹن کو لکھی جاوید نے مہاراجہ کی وہ چٹھی اور دستاویز طلبا کو بتائیں اور کہا پہلے آپ چٹھی دیکھ لیں پھر دستاویز الحاق بھی دیکھیں۔ اس کے بعد طلباء نے یہ دونوں دستاویزات لے کر پڑھنا شروع کیں۔

مہاراجہ ہری سنگھ کا خط

لارڈ مونٹ بیٹن کے نام

مائی ڈیر لارڈ مونٹ بیٹن!

میں آنحضور و الاکو اطلاع کرتا ہوں کہ میری ریاست میں زبردست ہنگامی حالات رونما ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں آپ کی گورنمنٹ سے فی الفور امداد کی عرض کرتا ہوں جیسا کہ حضور والا کو معلوم ہے کہ ریاست. جموں و کشمیر کا الحاق نہ ہندوستان سے ابھی طے پایا ہے، اور نہ پاکستان سے۔ جغرافیائی لحاظ سے میری ریاست ہر دو ملکتوں کے ملحقہ ہے اور اس کا ہر دو کے ساتھ اقتصادی، ادبی رابطہ ہے علاوہ ازیں میری ریاست کی سرحدیں روس اور چین سے بھی ملتی ہیں۔ اس لئے بھارت اور پاکستان بھی اپنے خارجی تعلقات کے بارے میں اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

میں یہ فیصلہ کرنے کیلئے کچھ مہلت کا خواہاں تھا تاکہ یہ فیصلہ کر سکوں کہ کس ملک کے ساتھ میں ریاست کا الحاق کروں؟ کیا یہ دونوں ملکوں پاکستان اور ہندوستان کے مفاد میں نہیں ہے؟ کہ میری ریاست خود مختار رہے۔ اور دونوں کے ساتھ ہمارے برادرانہ اور دوستانہ تعلقات و روابط بدستور قائم رہیں۔ میں اس کے مطابق دونوں مملکتوں پاکستان اور ہندوستان کے ساتھ سٹینڈ سٹیل ایگریمنٹ کیلئے رسائی کرتا رہا ہوں پاکستان نے اس معاہدہ کو قبول کر لیا۔ مگر بھارتی حکومت نے میری حکومت کے نمائندے کے ساتھ اس بارے میں مزید بحث و تمحیص کی تمنا کا اظہار کیا میں مندرجہ ذیل واقعات کی روشنی میں اس بات کا انصرام نہیں کر سکا۔ دراصل متذکرہ بالا " جوں کا توں معاہدہ " کے تحت ہی پاکستان گورنمنٹ اندرون

ریاست پوسٹ اور ٹیلیگرام سسٹم چلا رہی ہیں۔

یہ بات حقیقت ہے کہ ہمارا پاکستان گورنمنٹ کے ساتھ سٹینڈ سٹیل ایگریمنٹ ہے مگر پاکستان گورنمنٹ نے غیر بہم اور سست رفتاری سے مرے ملک میں خوراک نمک اور پیٹرول کی سپلائی کا گلہ گھونٹ دیا ہے۔ آفریدی قبائل سادہ لباس میں اور دیگر غنڈہ عناصر جو جدید آلات سے مسلح ہیں ان کو پہلے ہی پونچھ، راجوری میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد سیالکوٹ کے ضلع سے اور پھر ہزارہ کے ڈویژن سے بڑی تعداد میں ایسے قبائل کو رام کوٹ کی طرف سے کشمیر میں داخل ہونے کی آزادی دے دی گئی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست کے پاس جو کچھ تھوڑی سپاہ تھی اسے دشمن کا کئی مقامات پر حملوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور پھر آخر ناچار ہو کر وہ فرار ہونے پر مجبور ہو گئے۔ اور اب حالات اس قدر مخدوش ہو چکے ہیں۔ کہ انسانی زندگی اور جائیدا کو تباہی اور لوٹ مار سے. بچانا مشکل ہو گیا ہے۔ مہورہ کا. بجلی گھر جو تمام سرینگر کو. بجلی سپلائی کرتا تھا جلا دیا گیا۔ ان مستورات کی جو اغوا کی جا چکی ہیں یا جن کی عصمتیں لٹ چکی ہیں ان کے واقعات سن کر میرا دل خون کے آنسو روتا ہے ایسے وحشی فوجی جن کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔ کہ وہ سرینگر پر قبضہ جمائیں آگے بڑھ رہے ہیں جو کہ موسم گرما کا دارالحکومت ہے۔ اور یہ اس لئے کیا گیا ہے تاکہ ساری ریاست کی حکومت کا تختہ الٹ کر رکھ دیا جائے شمالی مغربی سرحد سے آنے والے قبائل کا کھلے عام اور کثیر التعداد میں ریاست میں داخلہ باقاعدہ طور پر موٹر روڈ سڑکوں کے ذریعہ مانسہرہ مظفر آباد کے راستے ہو رہا ہے یہ سب جدید ہتھیاروں سے مسلح ہیں اور یہ کام حکومت پاکستان یا سرحدی صوبہ کی حکومت کی عدم علمیت سے نہیں ہو رہا۔ میری طرف سے بار بار التجائیں کرنے کے باوجود کہ ان حملہ آوروں کو ریاست میں داخل ہونے سے روکا جائے یا وہاں ہی روکا جائے کچھ نہیں ہوا ان معاملات کا تذکرہ پاکستان ریڈیو اور اخبارات کی طرف سے بھی ہوا ہے۔ حتیٰ کہ پاکستان ریڈیو نے تو یہ بھی اعلان کیا ہے کہ ایک صوبائی گورنمنٹ کشمیر میں قائم کی جا چکی ہے میری ریاست کے مسلمان یا غیر مسلموں نے ان باتوں میں کوئی حصہ نہیں لیا ہے۔

میری ریاست میں پیدا شدہ موجودہ ہنگامی حالات اور خطرناک واقعات کی روشنی میں میرے لئے اب کوئی متبادل ماسوائے اس کے نہیں رہ گیا کہ میں بھارتی حکومت سے امداد کی

درخواست کروں ۔ یہ قدرتی امر ہے کہ آپ کی گورنمنٹ میری ریاست میں کوئی فوج اس وقت تک نہیں بھیج سکتی جب تک کہ میری ریاست کا الحاق آپ کی گورنمنٹ کے ساتھ نہ ہو جائے ۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اس خط کیساتھ ہی آپ کے پاس بھارت کے ساتھ الحاق کی دستاویز بھی ارسال کر رہا ہوں تاکہ اسے منظور فرمایا جائے ۔ دوسرا متبادل یہ ہے کہ میری ریاست اور میرے لوگوں کو ان مفاد پرست لیٹروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے ۔ اور اس بنا پر کوئی بھی تہذیب یافتہ گورنمنٹ نہ تو زندہ رہ سکتی ہے اور نہ اس کا انتظام چلایا جا سکتا ہے ۔ اس قسم کا متبادل جب تک میں حکمران ہوں، یا مجھ میں اپنے ملک کا تحفظ کرنے کی طاقت ہے پر کوئی عملدر آمد کرنے کی گنجائش نہیں دوں گا ۔

میں علاوہ ازیں فضیلت ماب کو یہ بھی مطلع کر دوں کہ میرا یہ بھی ارادہ ہے کہ یہاں پر عبوری حکومت قائم کی جائے ۔ اور شیخ محمد عبداللہ سے کہا جائے کہ وہ وزیراعظم کے ساتھ ان ہنگامی حالات میں فرائض منصبی سے عہدہ برآ ہونے کی ذمہ داری لیں ۔ اگر میری حکومت بچانی ہے تو پھر فی الفور سرینگر میں امداد پہنچائی جانی چاہیئے مسٹر منین ان حالات سے قطعی طور پر واقف ہیں اور وہ مزید حالات سے آپ کو آگاہ کریں گے ۔ اگر مزید کسی تشریح کی ضرورت پڑی تو مطلع کروں گا ۔ بہت جلدی میں اور نہایت مودبانہ انداز سے ۔ آپ کا مخلص

جموں محل مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء ہری سنگھ ۔ دستخط

دستاویز الحاق (اردو ترجمہ)

لارڈ مونٹ بیٹن کی جانب سے الحاق کی منظوری

جیسا کہ بھارت کے ایکٹ آزادی ۱۹۴۷ء میں دیا گیا ہے کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے لے کر بھارت میں ایک خود مختار مملکت ہو گی جس کا نام بھارت ہو گا ۔ اور اس طرح گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء میں ایسی فروگذاشتیں، زیادتیاں، مطابقتیں ترمیمات جیسا کہ گورنر جنرل اپنے خطاب میں مخصوص کرے بھارتی مملکت پر لاگو ہوں گی ۔

اور جیسا کہ بھارتی ایکٹ ۱۹۳۵ء جس کو گورنر جنرل نے اپنایا ہے میں مذکور ہے کہ بھارت کی کوئی بھی ریاست دستاویز الحاق کے ذریعے جو اس کے حکمران کی طرف سے تیار کی گئی ہو الحاق کر سکتی ہے اس لئے میں بحیثیت، شریمان، اندر، مہندر، راجشیور، مہاراج، ادھیراج، شری ہری سنگھ جی، جموں و کشمیر، نزیش تتھا، تبت ادی، دیشر، ادی پاتھی، حکمران ریاست جموں و کشمیر اپنی خودمختاری کو ریاست میں اور ریاست پر استعمال کرتے ہوئے یہ "دستاویز الحاق" تحریر کرتا ہوں ۔

ضمن نمبر ۱

میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ بھارتی حکومت کے ساتھ الحاق اس ارادہ سے کرتا ہوں کہ گورنر جنرل بھارت یا اس مملکت کی مجلس قانون ساز فیڈرل کورٹ یا اس مملکت کی کوئی اور اتھارٹی جو اس مملکت کے لئے قائم کی گئی ہو، وہ میری اس دستاویز الحاق کی رو سے اور ہمیشہ ان شرائط کی رو سے محض صرف اس مملکت کی خاطر جموں و کشمیر کے لئے (جن کا تذکرہ مندرجہ ذیل کیا گیا ہے) ایسے اختیارات کا استعمال کرے گی جن کی گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت مجاز ہے جیسا کہ اس کا اطلاق ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء میں بھارتی مملکت میں ہوا (جیسا کہ اس ایکٹ کے ضمنات کا تذکرہ ذیل ہے)

ضمن نمبر ۲

میں یہاں پر اس بات کی یقین دہانی کے لیے کہ اس ایکٹ کے ضابطہ کا اطلاق ریاست میں بھی کیا جائے جیسا کہ اس کا اطلاق میری اس دستاویز الحاق کی روسے کئے جانا ہے اور جو اسکی شرائط کے مطابق ہو ۔

ضمن نمبر ۳

میں اس ایکٹ کے شیڈولڈ میں متذکرہ معاملات کے بارے میں وضاحت درج کر چکا ہوں جن کی میں منظوری دینا قبول کرتا ہوں کہ جن کے

بارے میں بھارتی حکومت کو اختیار ہو گا کہ وہاں کی قانون ساز مجلس ان امور کے بارے میں ایسے قوانین کا اطلاق ریاست میں کرے۔

ضمن نمبر ۴

میں اس بات کا بھی اعلان کرتا ہوں کہ میں بھارتی حکومت کے ساتھ اس یقین دہانی پر الحاق کرتا ہوں کہ اگر کوئی بھی معاہدہ مابین گورنر جنرل یا اس ریاست کے حکمران کے درمیان کیا جائے جس کی رو سے ریاست میں قانون کے نفاذ یا ایڈمنسٹریشن جس کو بھارتی قانوں ساز مجلس پاس کرے گی کا اطلاق کرنے کا اختیار اس ریاست کے حکمران کو ہی ہو گا۔ اور اس قسم کا کیا جانے والا معاہدہ اس معاہدہ الحاق کا جزو تصور کیا جائے گا اور اس کا نفاذ درست ہوگا۔

ضمن نمبر ۵

میرے اس معاہدہ الحاق کی شرائط میں کسی قسم کی کوئی ترمیم نہ تو قانون میں کی جائے گی اور نہ ہی بھارت کے قانون آزادی ۱۹۴۷ء کی رو سے جب تک کسی قسم کی ترمیم مجھے قبول نہ ہو۔ اور جو کہ اس معاہدہ الحاق کی دستاویز کا سپلیمنٹری تصور کیا جائے گا۔

ضمن نمبر ۶

اس دستاویز کی رو سے مملکت ہند کی قانون ساز مجلس کو اس ریاست کے لئے کوئی قانون بنانے کا اختیار نہیں ہوگا۔ جس کی رو سے انہیں یہاں پر جبراً حصول اراضی کسی غرض کیلئے حاصل کرنے کا اختیار دیا گیا ہو لیکن اس کے ساتھ میں یہ بھی لکھ دیتا ہوں کہ اگر مملکت ہند۔ کے قوانین جو اس ریاست میں نافذ ہیں کی رو سے یہاں پر کوئی اراضی حاصل کرنا چاہے تو میں ان کے اخرجات پر ان کیلئے یہاں پر اراضی حاصل کروں گا۔ یا اگر

اراضی میری مملوکہ ہو گی تو اس کی منتقلی ان کے حق میں ان کی استدعا پر کروں گا۔ یا کسی بھی دیگر شرط پر جو ہمارے درمیان طے ہونگی۔ یا کسی معاہدہ کی عدم موجودگی میں ایک ثالث کے ذریعے سے یہ معاملہ طے کیا جائے گا۔ جس کی تقرری چیف جسٹس آف انڈیا کرنے کے مجاز ہوں گے

ضمن نمبر ۷

اس معاہدہ کی رو سے مجھ پر کسی قسم کا بار نہیں ہوگا کہ میں مملکت ہند کے مستقبل کے آئین کو قبول کرنے کا ذمہ دار یا پابند ہوں گا۔ میرے اختیارات جن کی رو سے میں کسی وقت بھی بھارتی حکومت کے ساتھ کوئی بھی معاہدہ یا انصرام کر سکوں گا اس پر کسی قسم کی قدغن یا کسی قسم کا خطرہ نہیں ہوگا۔

ضمن نمبر ۸

اس معاہدہ میں ایسا کوئی ضمن نہیں ہے جو ریاست کے اندر یا میری حکمرانی کے مستقبل پر کسی قسم سے اثر انداز ہو۔ یا جیسا کہ اس میں تذکرہ ہوا ہے۔ میرے تمام اختیارات یا اتھارٹی یا وہ حقوق جو کہ بحثیت حکمران کے میں اسوقت استعمال کر رہا ہوں، یا ریاست میں اس وقت نافذ ہیں اس کا کسی بھی قانون پر کوئی اثر نہیں ہو گا جو اس وقت نافذ یا مروجہ ہیں

ضمن نمبر ۹

میں اس بات کا بھی اعلان کرتا ہوں کہ میں یہ معاہدہ ریاست کی طرف سے لکھ رہا ہوں اور اس معاہدہ میں کسی قسم کا حوالہ جو میری طرف منسوب ہو۔ وہ حوالہ میرے ورثاء یا میرے حقداروں کی طرف سے منسوب تصور

کیا جائے گا۔ میرے ہاتھ سے مورخہ ۲۶ اکتوبر انیس صد سنتالیس کو جاری کیا گیا۔

ہری سنگھ

مہاراجہ آف جموں و کشمیر

میں اس دستاویز الحاق کو منظور و قبول کرتا ہوں مورخہ ۲۷ اکتوبر انیس صد سینتالیس

دستخط

مونٹ بیٹن آف برما

گورنر جنرل آف انڈیا

شیڈول

وہ امور جن کے بارے میں (بھارت) کی مرکزی حکومت کی مقننہ ریاست (جموں و کشمیر) کے لیے قانون بنانے کی مجاز ہے۔

ڈیفنس

۱۔ بحری ، بری ، ہوائی افواج زیر تابع مرکزی حکومت (بھارت) یا کوئی اور مسلح فوج جو مرکزی حکومت تیار کرے یا زیر تابع مرکز ہو۔ یا کوئی بھی مسلح افواج بشمول ان افواج کے جو اس ریاست نے بھرتی کی ہوں یا رکھی ہوئی ہوں جس نے بھارت کے ساتھ الحاق کیا ہے یا جو مرکز کے زیر تابع مسلح افواج کے ساتھ شامل ہو یا مرکز کی فوج کے تابع کمان کارروائی کرنے پر مامور ہوں۔

۲۔ ایسی بحری ، بری ، ہوائی فوج جو چھاونی کے علاقوں کی ایڈمنسٹریشن کے تابع ہو۔

۳۔ اسلحہ ، فائر آرمز ، امیونیشن

۴۔ ایکسپلوسوز بھک کے پھٹ جانے والا اسلحہ

امور خارجہ

۱۱۔ امور خارجہ میں دوسرے ممالک کے ساتھ کیئے گئے معاہدات پر عمل درآمد (ایکسٹراڈیشن) تحویل مجرمین بشمول حوالگی مجرماں و ملزماں جو ہز مجسٹی کی حکومت کے دائرہ اختیار سے باہر یعنی انڈیا سے باہر ہوں۔

۲۔ بھارت میں داخلہ ۔ باہر روانگی یا جبراً اخراج بشمول ان افراد کے جو برطانوی باشندے نہ ہوں اور نہ ہی بھارت میں رہتے ہوں یا کسی ایسی ملحقہ ریاست کے باشندے ہوں اور مقدس مقامات کی زیارت کرنے والے یا تری لوگ جو بھارت سے باہر کے ہوں ان کی آمد یا روانگی یا دیگر حرکات پر کنٹرول رکھنا۔

۳۔ نیچرالائزیشن (قومیت عطا کرنے)

ذرائع نقل و حمل یا آمد ورفت

۱۔ پوسٹ ، ٹیلیگراف ، بشمول ٹیلی فون ، وائرلس ، براڈ کاسٹنگ یا اسی قسم کے دیگر ذرائع آمد و رفت

۲۔ فیڈرل ریلوے ، تمام ریلویز کی آمد و رفت کی بقاعدگی یا سوائے چھوٹی ریلوے لائنوں پر چلنے والی ٹرینوں کے باقی سب ٹرینوں پر چلنے والی ٹرینوں کے تحفظ ان کے کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ کرائے کے تعین ۔ سٹیشن اور ٹرمینل پر سروس یا چارجز ۔ ٹریفک کی تبدیلی اور ریلوے کے نظام کی ذمہ داری یا مال کی آمد و رفت یا لوگوں کے لانے لے جانے یا چھوٹی لائنوں پر چلنے والی ریلوں کے نظام اوقات یا آمد و رفت کی دیکھ بھال یا ان پر مسافروں کی آمد و رفت اور ان کی جان و مال کے تحفظ یا مال و اسباب کا نقل و حمل و اسکا تحفظ

۳۔ میری ٹائمز ، شپنگ ، نیوی گشن ، یا بحری جہازوں کی آمدورفت گہرے پانیوں میں جہاز رانی اور (ایڈمریلٹی جو رسڈ کشن) نظامت بحریہ بشمول قیام دفتر امیر البحر

۴۔ پورٹ کوارنٹائن ۔ یعنی ایسی پورٹ یا مقام قرنطینہ (جہاں ایک خاص مدت

کے لیے ایک جگہ امراض وبائی کے لیے جبری مقام یا طبی قید)

۵۔ میجر پورٹس۔ ایس پورٹس یا بندرگاہوں کے بارے میں حدود کا تعین، اعلان اور ان پر پورٹ اتھارٹیز کے اختیارات کا تعین

۶۔ ایر کرافٹ، ایر نیوی گیشن، ایروڈرامز اور ان کے انتظام والوں کے لیے ریگولیشن کا بنانا۔

۷۔ لائٹ ہاؤسز۔ بشمول لائٹ شپز یا بیکنز یا ایسے روشنی کے انتظامات جن سے جہازوں یا ایر کرافٹ کی آمد و رفت میں سہولت ہو۔

۸۔ مسافروں کے سمندر اور ہوائی راستوں سے لانے اور لے جانے کا قانون۔

۹۔ پولیس کی فورس کے اختیارات یا عملہ کے تعین ریلوے کے ایریا کے اندر کسی دیگر یونٹ کے مقام پر ان کا تعین۔

انسیلری Ancillary معمولی امور

۱۔ مرکزی حکومت کے مقننہ کے الیکشن جو کسی قانون یا قاعدہ یا آرڈر کے تحت کرائے جائیں

۲۔ یا متذکرہ بالا امور کے بارے میں کیئے گئے جرائم کی روک تھام کے لیے۔

۳۔ یا متذکرہ بالا امور کے بارے میں انکوائیری یا شماریات۔

۴۔ متذکرہ بالا امور کے بارے میں عدالتوں کے اختیارات کا تعین یا مرکز کے ساتھ ملحقہ ریاست کے حاکم کی مرضی کے سوائے ایسے اختیارات کا عدالتوں کو تفویض نہ کیا جانا اور ملک کے اندر پہلے سے چلنے والی عدالتوں کے دائرہ اختیارات کا تعین جو پہلے سے ریاست میں قائم ہیں۔

اکبر نے جاوید سے پھر پوچھا۔ بھائی صاحب۔ اس کے بعد کیا ہوا جاوید نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ مہاراجہ ہری سنگھ کے اس خط اور دستاویز الحاق کے بعد لارڈ مونٹ بٹین کی طرف سے دستاویز الحاق کو تسلیم کیا گیا۔ اور بھارتی حکومت ریاست میں فوج بھیجنے پر رضامند ہو گی۔

چنانچہ لارڈ مونٹ بٹین نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو مہاراجہ کو ایک خط لکھا جس کا اردو متن اس طرح ہے۔

مائی ڈیر مہاراجہ

آپ کا خط مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء مجھے وی پی مینن نے پیش کیا۔ مہاراجہ عالی مقام نے جن مخصوص حالات کا تذکرہ اپنے خط میں کیا ہے ان کے پیش نظر ہم ریاست کا الحاق مملکت ہند کے ساتھ قبول کرتے ہیں اس پالیسی کے تحت کہ اگر کسی ریاست میں الحاق کا مسئلہ متنازعہ ہو تو الحاق کا سوال وہاں کے عوام کی مرضی کے مطابق طے کیا جانا چاہئے یہ میری حکومت کی خواہش ہے کہ جونہی ریاست میں امن عامہ بحال ہو جائے اور حملہ آوروں سے سرزمین کشمیر خالی ہو جائے تو ریاست کے الحاق کا سوال وہاں کے عوام کی مرضی کے مطابق طے کیا جانا چاہئے۔ عالی مقام مہاراجہ اسی دوران آپ کی اس اپیل کے جواب میں جو کہ آپ نے ریاست میں فوج بھیجنے کیلئے کی ہے آج ہی مناسب اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ تاکہ بھارتی فوج کشمیر میں بھیجی جائے جو آپ کی فوجوں کی معاونت کرے اور آپ کی مملکت یا ریاست کا بچاؤ کرے اور آپ کی رعایا کی جانوں جائیداد اور ان کی عزت کا تحفظ کرے۔ میں اور میری حکومت پورے اطمینان کے ساتھ تحریر کرتے ہیں کہ آپ نے شیخ محمد عبداللہ کو ایک عبوری حکومت بنانے کی جو دعوت دی ہے تاکہ وہ آپ کی حکومت کے ساتھ مل کر کام کرے بہت اچھی تجویز ہے۔

میں ہوں آپ کا مخلص

دستخط — لارڈ مونٹ بٹین آف برما

نیو دہلی مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء

اچھا تو یہ تھی دستاویز الحاق اور خط و کتابت جس کے بعد لارڈ مونٹ بٹین نے بھی اسے فوری طور پر تسلیم کرتے ہوئے اس کو منظور کر لیا۔

اکبر بولا۔ جاوید بھائی کیا یہ مہاراجہ اور بھارتی گورنمنٹ کا آپس میں گٹھ جوڑ کا شاخسانہ تھا۔

جاوید نے کہا کہ حالات سے ایسا ہی پتہ چلتا ہے کہ بھارت کے ساتھ مہاراجہ نے خفیہ گٹھ جوڑ کیا ہوا تھا۔ اور وہ بھارت کے حق میں حالات ہموار کر رہا تھا۔ اور پاکستان کی حکومت کو بھی چکمے اور دھوکے میں رکھ رہا تھا۔ تاکہ مسلمان آزادی حاصل نہ کر سکیں۔

اکبر نے کہا۔ آپ بتائیں کہ مہاراجہ نے ایک اور چال بھی چلی اور شیخ عبداللہ کو بھی اپنا ہمنوا بنایا۔

جاوید نے کہا یہ بھی ایک سازش ہے۔ تاکہ کشمیری مسلمانوں کو تقسیم کیا جائے۔ اور نیشنلسٹ گروپ یا نیشنل کانفرنس گروپ جس کا رابطہ انڈین نیشنل کانگرس سے تھا ان کو ساتھ ملا کر یہ تاثر دیا جائے کہ کشمیری مسلمانوں کی اکثریت اور بالخصوص نیشنل کانفرنس کے لوگ بھارت کے ساتھ زیادہ رابطہ رکھنے کے خواہاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ عبداللہ کو مہاراجہ رہا کر کے اسکو اپنا ہمخیال بنا کر آگے جانا چاہتا تھا۔

اکبر نے پوچھا۔ جاوید بھائی۔ شیخ عبداللہ کے کردار مجاہدین کے خلاف مہاراجہ کی کارروائی اور نہرو لیاقت خط و کتابت کے بارے میں بتائیں۔ جاوید نے کہا لو سنو۔



شریف طارق۔ آزاد کشمیر کے وزیر اعظم مسٹر ممتاز احمد راٹھور کے ساتھ اپنی کتاب کے بارے میں بات کر رہے ہیں

شیخ عبداللہ کا کردار

مہاراجہ کشمیر کا مجاہدین کے خلاف اعلان جنگ

نہرو کی لیاقت کو یقین دہانی

بعض حلقوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ بھارت کے ساتھ کشمیر کے الحاق کا فیصلہ ہندوستانی حکومت اور مہاراجہ ہری سنگھ نے کیا اور شیخ عبداللہ اور دوسرے لوگوں کو اس کا پتہ نہیں ہے لیکن واقعات وشواہد سے اس بات کی تردید ہوتی ہے۔

۱۹۴۷ء میں ابھی شیخ عبداللہ کٹھوعہ جیل میں ہی تھے۔ اور بعض عناصر کی طرف سے جموں و کشمیر کو مکمل طور پر خود مختار ملک قرار دینے کی کوششیں ہو رہی تھیں۔ لیکن پنڈت پریم ناتھ بزاز مصنف "ہسٹری آف دی سٹرگل فار فریڈم ان کشمیر" کے مطابق شیخ صاحب نے کٹھوعہ جیل سے اپنے ایک دوست دیوان چمن لال کو خط لکھا کہ مہاراجہ کو خود مختار نہیں رہنا چاہیئے بلکہ ہندوستان کے ساتھ شامل ہونا چاہیئے شیخ صاحب اس وقت کشمیر کی آزادی کی تحریک میں جیل کاٹ رہے تھے۔ ان کو خدشہ تھا کہ اگر مہاراجہ نے ریاست کو مکمل خود مختار ملک قرار دیا تو میری سزا یابی قائم رہیگی نہ مجھے رہائی ملے گی اور نہ اقتدار۔ مسلم کانفرنس کی لیڈر شپ کے ساتھ شیخ صاحب کے تعلقات خراب تھے۔ اس لئے ان کو راہ عافیت اس میں نظر آئی کہ کشمیر ہندوستان کے ساتھ جائے جہاں ان کے دوست پنڈت جواہرالال نہرو اور گرو مہاتما گاندھی کا راج ہونا تھا۔

شیخ صاحب کو جیل سے ڈوگرہ حکومت نے اسی سازش کے تحت رہا کیا۔ اس موقع پر پنڈت بزاز کی کتاب کے مطابق بیگم عبداللہ مٹھائی کے کئی تھال لے کر مہارانی صاحبہ کے پاس گئیں۔ ہری سنگھ کو کشمیر چھوڑ دو کی دھمکی دینے والے اس کے وفادار بن گئے۔

وی پی منین اپنی کتاب میں صفحہ ۴۰۰ پر لکھتے ہیں کہ ہندوستانی فوج کو کشمیر بھیجنے کے فیصلہ کو شیخ عبداللہ کی مکمل حمایت حاصل تھی، شیخ صاحب اس وقت نئی دہلی میں تھے۔ اس معاملے میں. جموں و کشمیر کے اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر جسٹس مہر چند مہاجن کی رپورٹ